باب پہلا
بارہ سہیلیاں ٹھد ٹھدا لگا کی ہوئی کھڑی ہیں

گانا سہیلیاں

تو ہی ہے اعلیٰ نور بحر و بر میں گلشن میں ستاں تیری داتا عالی سب
کا والی تیرے گن گائیں کوئلیاں
داتا آن بان ہے۔ نرالی تیری ہر کونپل میں
گل میں چمکے نور تیرا۔
(گانے کے بعد سہیلیوں کا جانا لوگوں کا دربار میں آنا)
یہودی نمبر ا۔ افسوس دوستو جب سلطنت کا وارث رعایا کا بادشاہی
رعیت کے در پے آزار ہو۔ تو رعایا کی زندگی کیوں نہ دشوار
ہو۔
نمبر ۲۔ سچ ہے متعصب، کینہ ور، ظالم جابر یہ تمام خصلتیں پروشس
عذرا میں پائی جاتی ہیں
نمبر ۳۔ مگر اس میں بادشاہ کا کیا قصور ہے یہ تو کاکنان سلطنت کا فتور
ہے۔
نمبر ۴۔ ظلم ظلم سوا سال سے یہودی قوم پر ظلم ظلم رومیوں نے بچہ
جوان بوڑھے اور عورتیں کس بیدردی سے تہ تیغ بیدریغ
کیں۔
نمبر ۳۔ سچ ہے بالکل سچ ہے۔ خدا اس کا بدلہ لیگا وہ وقت بھی آجائے
گا۔
عذرا۔ ضرور آئیگا نوجوان دوستو ضرور آئیگا۔
سب۔ بزرگ دوست آداب۔
تسلیم
عذرا۔ تمہیں وہ وقت یاد ہے کہ جب ظالم پروشس نے میرے

سلام تہ کرے پہ میری بشیر خوار ننھی بچی کو مرحومہ کی گود سے زبردستی اٹھوا کر آگ میں جلا دیا تھا۔

نمبر ۴۔ ستم ہائے کیسا ستم کیا۔ اس معصومہ کی دلی ہوئی فریاد اس منحوس دنیا اور عاقبت کو برباد نہ کریگی۔

نمبر ۵۔ ضرور کریگی۔ مگر ظالم کو خداوند عالم کی طرف سے ڈھیل ہے۔ یہ اُس کے رحم اور بے نیاز ہونے کی دلیل ہے۔

نمبر ۱۔ ہاں دوستو سنا ہے۔ کہ کل رومنوں کے بادشاہ کے نوروز کا دن ہے۔ عیش و مسرت کا حکم اور غم و فکر کی قدغن ہے۔

نمبر ۵۔ اور کاروبار بھی بند رکھنے کا حکم ہے۔

عذرا۔ بس ہم اپنا کاروبار کبھی نہ بند کرینگے۔ بلکہ ماتمی لباس پہنینگے جس طرح ہماری بربادی کر کے ظالموں نے ہمارا دل دکھایا ہم بھی اُن کا دل دکھائینگے۔

نمبر ۲۔ دوستو خاموش۔ دیوار ہم گوش ایسا نہ ہو۔ کہ انتظام میں فرق آئے۔ مارشل لا جو یہودی قوم کی بربادی کا آلہ ہے۔ وقت سے پہلے استعمال کیا جائے۔

عذرا۔ چلو اپنے کام۔ دربار کی طرف دھیان لگاؤ۔ اور حضرت یونس کی درگاہ میں ظالم بد وضع کی بربادی کے لئے دعا مانگو۔

سب۔ خدا ایسا ہی کرے۔

(سب کا جانا)

باب پہلا پردہ دوسرا محل

گانا مشکران

سکھی جوبن کے ماتے ہیں کیسے تیکھے سائے نخریلے کے بان جن نینا
سنگ بچھڑ جان واری جاؤں سکھی۔

ڈلیپ۔ باتیں نہ ابھی سناؤ ساری گوئیاں بول نہ لاگے سب کو پہلے یہ کہنا
بھن رین سو ہے مو سے نا ہیں سکھ چین، جوت نہ دے۔

سہیلیاں۔ مالوں رہی جوبن کسی سندر بالکھ ورت امرت ڈاپیا لوری بجھاں
ترو انجھان۔

ڈلیپ۔ وقت کا ٹا سا کٹھنا ہے نکلتا ہی نہیں
دن مجھ جھاتی کا پتھر ہے کہ ٹلتا ہی نہیں
گردش تقدیر سے الٹا اثر تدبیر کا
وہ بھی اب ملتا نہیں جو تھا مری تقدیر کا
آئی جونا تو آئی۔ کیا خبر لائی۔

جونہ۔ ہاں پیاری آئی پہلے تو شہزادہ صاحب نے مجھے دیکھتے ہی
منہ پھیر لیا۔ مگر میں نے سامنے ہو کر گھیر لیا۔

ڈلیپ۔ جب تو ضرور خوش ہو کر مجھے پوچھا ہوگا۔

جونہ۔ پوچھا نہ سمجھا کچھ اور ہی بکھا

نہیں نہیں ہاں کرتا تھا وہ تو تیر تیغیر کی
اب اس کے دل میں شاید آگئی تاثیر کی

ڈلیپ۔ تو اس کا پیار کیا سمجھے کہ اے تصویر تیغیر کی
اگر سمجھے تو ہو جائے تو اسے بیر تقدیر کی

جونس۔ نہ رکھو اُس بتِ عیار کا خنجر کلیجے میں۔

بس اب رکھ لو تم اُس بت کی جگہ خنجر کلیجے میں

ڈلسیپہ۔ چھوتی ہے تو اسے جلاد کیوں خنجر کلیجے میں

ہاں تیری اُلفت ہے چھری بن کر کلیجے میں

جونس۔ لیجئے شہزادے کی سواری آئی ہے۔ اب چپ ہو لیجئے۔ خاطر جمع رکھئے

ڈلسیپہ۔ مارکس میرے پیارے دلربا۔

مارکس۔ ڈلسیپہ تم یہاں کس کے فراق میں۔

ڈلسیپہ۔ تمہارے اشتیاق میں ۔

آئے نہ میرے پاس کئی دن گذر گئے ۔۔ اب کیا ہم ایسے آپکے دل سے اُتر گئے

مارکس۔ جو دن تمھاری جدائی کو وہ دن گذر گئے ۔۔ اپنی خبر نہیں کدھر آئے کدھر گئے

گانا ڈلسیپہ

دیکھو پیتم میری ساری عمریا پل پل جاؤں کرو لگاؤں سجن موہن کو رجھاؤں

آؤ جان۔ یہ نینیاں دشمن میری جانکے جگر پہ ہیں چھپکے ہجر بان کے دلدار

غمخوار ہیں جان ساروں تو یہ جوبن بیا داروں بانکے سیاں ڈوجاں دیکھو

نرس۔ او پرچھا لیا دل دینے کی یہی سزا ہوتی ہے

مارکس۔ یہ دل پرندہ اُسی رُخ کو جاتا ہے۔ جدہر کی ہوا ہوتی ہے۔

ڈلسیپہ۔ جو میل وفا لگاوٹ میں وہ میل کیا ہوا۔

مارکس۔ کیا جلسے وہ پتلیوں کا کھیل کیا ہوا۔

ڈلسیپہ۔ تمہاری چال ڈھال وہی ہے۔ صورت مورت وہی ہے۔

مگر وہ دل نہیں۔ جگر نہیں۔ پہلی سی وہ نظر نہیں

مارکس۔ دل کی مجھکو خبر نہیں ہے

اب دل کہیں لگانے کے قابل نہیں رہا ۔۔ جس دل پہ مجھکو ناز تھا وہ دل نہیں رہا

ڈلسیپہ۔ ارے یہ کیا رمز کیا سمجھنا ہے۔

پارکس - یہی کہہ دل اب کہتا ہے - میرا ہاتھ چھوڑ دو - اپنا ہاتھ ہٹا لو -
ولیپیہ - میرا دل دیدو اپنا ہاتھ چھڑا لو -
(شہزادہ کا جاتا)

گانا

ولیپیہ - موہے کاہے ٹالی رہی پیرد اثر ساشے - نکٹے غم جیاں کلپنیاں
جل گیاں سیاں -
راشنگر - آہیں یہ بھرتا جیا ہیں جلنا من کو کرو نہ ملکان - ذیشان -
ولیپیہ - پیت نے مار ہی برہا کٹار ہی جیا سے جیا کے پار -
راشنگر - رکھ پیاری لے پیاری سر پار ہی ہم وار ی -
ولیپیہ - گئے چھانڈ موہے بلماں ایک آگ لگی تن بان - جل خاک بھئی
من جان - دکھ ریت ہے - اب سیاں
راشنگر - بے قرار بار بار ہو کر چین نہ کھو من جان - موہے کاہے ٹالی رہے

باب پہلا پردہ تیسرا محل

گانا راجیل

دل تیر ادا کا نشانہ ہوا - پنشانہ ہوا ہے دیوانہ ہوا تھا اپنا
مگر بیگانہ ہوا - آنکھ ملتے ہی ظالم روانہ ہوا - شیدا ہوا - یہ
دل نازک بدن ہے - غنچہ دہن پھول سے ہونٹ لعل یمن
یہ زلف مشک ختن ہے دل ہے دل تیر ادا کا شہرہ صبح لامکاں تک
کھوج لا اُس بے نشاں کا او مست دل نشانہ تو اُس سرا کا
اُس سرو رواں کا -
کیف شراب مستی سے کہ عدا ہم کو زنجیر آلستی ہے موج شراب ہم کو

آرام ہجر کی سب آئے تو کیونکر آئے
ہے موت ہی میسر ہم کو نہ خواب ہمکو
(آنا مارکس کا لباس یہودی)
مارکس سے کرتی ہے آتش غم تیری کباب ہم کو
پھونکے ہی جارہا ہے یہ اضطراب ہم کو
اُلفت میں تم پریشاں فرقت میں ہم ہیں نالاں
یہاں اضطراب تم کو وہاں اضطراب ہم کو
راحیل۔ پیارے منشے تمہارے دل میں میرا پیار ہے۔ سچ سچ کہو۔
مارکس۔ پیاری تمہارا پیار پائدار ہے۔ تو تمہارا منشے علم کو سی سرفراز ہے
راحیل۔ پیارے منشے۔
ہم تو تمہارے عشق میں زار و نیم جاں ہے تو جہاں رہ خدا کرے کہ شادماں رہے
مارکس۔ پیاری راحیل سے
جان سے بھی زیادہ پیاری ہو ہم تمہارے ہیں اور تم ہماری ہو
گانا دونوں کا
دوہا۔ سمند ناز پہ پھولے ہوئے وہ بال پھرتے ہیں
نیچے کیا طائر دل جب ہوا میں جال بھرتے ہیں
پھول سے گالوں پہ ناگن سے بالونپہ میں فدا دلربا۔
راحیل۔ متواری چالوں کی گھونگٹ سے یا تیری زنجیر میں ہوں اسیر
اسیر تیجیہ عہد شباب کرکے مجھے کہاں گیا میرا چین خراب کرکے مجھے
کسی کے درد محبت نے عمر بھر کے لئے خدا سے مانگ لیا انتخاب کرکے مجھے
مارکس۔ ابرو کٹاری سیکھے پیاری۔ تیغ دودھاری اسے جان پھول سے
(دونوں کا جانا)
منادی والے کا داخلہ

منادی والا - اے باشندگان روم۔ تم کو تاجدار دینی کونسل کا حکم ڈھنڈورے کی بلند آواز کے ساتھ سنایا جاتا ہے۔ کہ آج چونکہ رومن دیوتاؤں کا مقدس روز ہے اس لئے روم کے قانون کے مطابق ہر جگہ جشن عام ہو۔ ہر صحبت میں ہنگامہ بادہ جام ہو تین شبانہ روز تک تعطیل ہو۔ ہر کام میں التوا ہو۔ دھندے میں ڈھیل ہو۔ جو شاہی کونسل کے خلاف عمل میں لائیگا وہ روم کے قانون کے مطابق زندہ آگ میں جلایا جاویگا۔

ایک شخص - اجی او میاں منادی والے یہ تو کہو کہ تین دن تک تمام کاروبار بند کر کے جشن منانے کا حکم صرف دیوتا کی پیاری قوم یعنی رومن لوگوں کے لئے ہے۔ یا پارسی عیسائی۔ یہودی ان سب کے واسطے ہے۔

منادی والا - نہیں یہ حکم خاص نہیں عام ہے۔ یہودی۔ عیسائی پارسی سب کو تین دن کی مدت قابل احترام ہے۔

ایک شخص - مگر جو لوگ ہمارے دیوتاؤں کو مانتے ہی نہیں وہ کیونکر جشن منائینگے

منادی والا - نہ منائینگے تو رومن قوم کے دشمن قرار دیکر زندہ ہی آگ میں جلائے جائینگے۔

سب - بُرے بُرے۔ بُرے۔

(سب کا جانا)

(رومن افسروں کا داخل ہونا)

کنٹیش - آج کے دن ہر شہر کے مابین عبادت میں یہ خبر کیسی کیسی کھٹاکٹ کی آواز ہے۔ یہ کون فتنہ ساز ہے۔

دوسرا سردار - عالیجاہ یہ اُسی لا یعنی عبرانی کا کارخانہ ہے

کنٹیش - کیا ڈھنڈورے کی آواز اُسکے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں سے ہو کر اُسکے کانوں تک نہیں پہنچی۔ کیا اُس نے ہمارے شہنشاہ اور ہمارے مذہبی کونسل کا حکم نہیں سنا

ایسے ذلیل جینے سے مرنا قبول ہے

کنشیش۔ بس لے جاؤ۔ لے جاؤ۔

راحیل۔ نہیں ایسا کبھی نہ ہوگا۔

کنشیش۔ نہ ہوگا اچھا نہ سہی لے جاؤ۔ دونوں کو سزا دو۔ اس یہودی کے ساتھ اس لڑکی کو بھی جلا دو۔

عذرا۔ ارے نہیں۔ اس پر ستم نہ ڈھاؤ۔ اس دن کو بھی یاد کر۔ جب تمہاری بیکل کملا ئیگی اور جب ان آنکھوں کی پتلی تم سے بیوفا ہو کر جدا ہو جائیگی تب اس دروازے والے مکان کے دربانوں پر بلا کے ناتوانی آئیگی۔ پہلے سنگ پتھر تھا اب پانی ہوں۔ گو لکے مہربانی ہوں۔ مجھے مار ڈالو مگر اس پر رحم کھاؤ

کنشیش۔ مجرم پر ترس کھانا قانون کے خلاف ہے۔ ایسا سرکش لٹکا مارا جانا بہترین انصاف ہے۔

عذرا۔ ایک معصوم کی جان کو امان نہیں۔ اچھا کچھ پرواہ نہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ بابا چلو اور مردانہ وار موت کیا ہے اس سفر سے اپنے گھر جانا ہے۔ پھر لو او ستم شعار و اس خون ناحق سے اپنا دامن بھر لو اس کو نیکی کی دلالی سے اپنے ہاتھ منہ کالے کر لو۔

کنشیش۔ لیجاؤ۔ بس فوراً لیجاؤ۔

(مارکس کا آنا)

مارکس۔ ٹھیرو سپہ دو رومن سردار ٹھیرو

راحیل۔ پیارے منسٹر بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ ورنہ یہ جھوٹی تمہیں بھی یہودی سمجھکر مار ڈالیں گے

مارکس۔ پیاری گھبرو مت۔ ہمارا کچھ نہیں کر سکتے

یہودی نے کہا کہ ایک آدمی بیاہا جاتا ہے۔ ایک لڑکی
حیران و پریشان کھڑی ہوئی ہے۔ شہزادہ دسبا کی طرف
غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور حیران ہے۔

خریدار۔ اچھا تو ہم آئندہ سے خط ہی نہ لکھیں گے۔ اور ڈاک کا سلسلہ ہی اُڑا دیجئے۔ کیونکہ کمیشن کے ذرا سے پھیر میں یہ اندھیر اڑا کہ خانے سے ٹکٹ بکنے لگے اور دینے والے ایسے اُلو کے پٹھے رہ گئے۔ (جانا)

گھسیٹا۔ چلو یہ بھی ٹلا۔ کم بختوں نے میرا بھیجا کھا لیا۔ ست اسی اور چھ نواسی۔ دس لوٹے اور بارہ ایک سو دو ماشہ لگے دو سو دو۔

(آنا بڑھیا کا)

(آواز دیکر) اے منشی جی منشی جی کہاں مر گئے ہیں یہ کہہ کر وہ منشی جی کا

گھسیٹا۔ اللہ ہی پھیر کی کوئی بلا۔ کمبختوں نے میرا حساب خراب کر دیا۔ آج تو تمام اُلوؤں کا ڈربہ کھل گیا۔ اے کون ہے۔

بڑھیا۔ اجی منشی جی سلام۔

گھسیٹا۔ اوہو یہ تو آواز کسی بڑھیا کا ہے۔ تمام حمام۔ اے بڑھیا کیا کہتی ہے۔ جلد بتا۔

بڑھیا۔ ہیں بڑھیا کا سکا موئے تو نے بڑھیا کس کو کہا حرام۔

گھسیٹا۔ اے واہ رے بیٹا میں تھا پیٹ نہ منہ میں تھا پیا اور ابھی تک ہے بڑھیا کو جوانی کا الاپ۔ مگر مجھے کام کیا ہے۔ اے سک بخت۔

بڑھیا۔ ہیں ہیں بدبخت ایک جوان عورت کی ایسی تو ہین سخت موئے کمبخت ہوگی تیری اماں۔ تیری بہن تیرے ہوتے سوتے او اور سنو مجھکو نیکبخت کہتا

گھسیٹا۔ ارے تو کیا کہوں بی معلانی رکمیت بد بخت۔

بڑھیا۔ ارے جانی کیوں نہیں کہتا جانی دل جانی۔

گھسیٹا۔ ارے واہ رے نانی۔ لو بڑھیا سٹھیا گئی ہے۔ باولی ہوگئی اُئے یہاں پر تو ہے ڈاکخانہ۔ یا تیرے بڑھاپے کے عاشقوں کا ۔۔ انکا نہ تو یہاں کیوں آئی۔

بڑھیا۔ ارے آئی ہوں اپنے پوڈر کا پارسل لینے۔ اوئی تجھ نگوڑے کیا تو
آج کئی دن سے سنگھار بھی نہیں ہوا ہے میں حیران ہوں۔

گھسیٹا۔ واہ رے تیرا سنگھار۔ تجھ پر خدا کی مار۔ تو پہ نہیں لیتا۔ بال
کھاؤں البتہ جب نکل پارسل آئیگا تو تیرے منہ پہ مارا جائیگا۔

بڑھیا۔ موئے بدزبان تجھے اپنی اڑی چوٹی پہ کروں قربان زیادہ
سنو اس لگائیگا تو جوان عورت سے چھیڑ خانی کا مزہ پائیگا ہتک
عزت کی نالش کرونگی رسّا ٹانگ میں رسی باندہ کر گلی گلی گھسیٹتی پھرونگی
ذلیل کرونگی۔

گھسیٹا۔ غضب رنج غصہ آفت۔ میں ڈاک منشی کیا ہوا کہ ایک صدا
میں پھنس گیا۔ کمبخت میرا دماغ چاٹ گئے مجھے دیوانہ بنادیا۔

گانا۔ ڈاک منشی میں کیا بنا۔ آفت رحمت میں پھنس گیا۔
کوئی کہتا ہے لاؤ خط۔ کوئی ڈنڈا مارے چھپٹ جھپٹ۔
کیسا ہوا ہیلیا میرا۔ آفت زحمت میں پھنس گیا۔
اب جو کوئی آکے کرے مجھ سے ایک بات۔ سر بھی اُس کا توڑ ڈالوں
ماروں بھی لات۔ سلیم میرا بھی قل ہوگیا۔

باب پہلا پردہ چھٹا عبادت گاہ

گانا یہودیوں کا

اے خداوند قدس برتر اپنے بندوں پہ بھی اک نظر کر
ہم ہیں عاصی پر عاصی تیری رحمت کے اُمیدوار
ہیں گنہگار ہی سر سے در پہ آئے۔ تیری چوکھٹ پہ سر جھکائے ہیں۔
پریشاں حال عصیاں۔ بری رحمت لگائیگی پار۔

نغمہ

عذرا۔ بچاؤ اسے سر پہ چڑھاؤ۔ اور آداب احترام سے کھاؤ۔

مارکس۔ میں رومن ہو کر یہودیوں کی نذر نیاز کھاؤں نہیں میں یہ ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

راحیل۔ ہیں سب نے کیوں بالکل منہ سے لب تک نہ لگایا اور اسے پھینک دیا یہ کیا اسرار ہے

کیا خفا الٹ کو دیا کیا صاحب کمر توڑ دیا
ہائے ہم نے اپنا دل کیا دشمن دیں کو دیا

عذرا۔ بچاؤ۔ اپنی جلا وطنی کا قریب آیا زمانہ ہے۔ حکم حاکم سے اسی مہینے تک ہمیں پیارا وطن چھوڑ جانا ہے۔ اس لئے

رہنا اس اکبر میں ہم اتفاق سے
سرکشی نہ ہو نہ ہو قدم اتفاق سے
آئیگا ہم کو کھٹکنے جو اس بزم پاک میں
اس کو خدا جلاوے گا خاک میں

مارکس۔ اگر یہ مجھے اس وقت پہچان جائے۔ تو اس دل دکھانے کی بدولت میری جان جائے۔

(عذرا کا پاس آنا اندر سے آواز آنا)

آواز۔ بجھادو سب قندیلیں بجھادو۔ رسم کے آثار چھپادو۔

عذرا۔ کون ہے یہ تڑکے وقت کا آنے والا۔

چوبدار۔ (اندر سے) شاہی آدمی ضروری کام پر ہے کھولو دروازہ کھولو

عذرا۔ شاہی آدمی ایسا وقت ہے کہ سب سے دور ہو دروازے پہ قفل ڈالو جلد اپنی جان بچاؤ۔ (سب کا جانا)

مارکس۔ کیا میں بھی جاؤں۔

مارکس۔ افسوس یہ مجھے پہچان جائے تو اس دل دیوانہ کی بدولت بنیز پہچان جائے
ڈلیپ۔ یہ تمہارے تو لکھا ہار رہے۔
عذرا۔ جی جناب یہ تیار ہے۔
ڈلیپ۔ لاؤ میں دیکھوں تو سہی کہ وہ ہار میرے عیسےٰ نفس مارکس
کی صراحی دار گردن کے سزاوار ہے۔
مارکس۔ ہائے کاش اسے خبر ہوتی کہ بوالہوس مارکس کے گلے کا ہار کسی
دوسرے ہی کی زلفوں کا تار ہے۔
عذرا۔ تو ہار لاؤں۔
ڈلیپ۔ ہاں لاؤ جلد لاؤ۔
مارکس۔ جناب میں جاؤں۔
عذرا۔ نہیں تم یہیں رہو۔
مارکس۔ ہائے کیسے پھنس گئے کس بیچ کے پالے پڑے
کھل گئی قلعی اگر تو جان کے لالے پڑے
ڈلیپ۔ جونہ میں اس جواں یہودی سے بھی ایک کام بنواؤنگی یعنی پیارے
مارکس کے نام کا ایک مونوگرام بنواؤنگی۔ ذرا ادھر تو آنا بھائی۔
مارکس۔ کمبختی آئی۔
جونہ۔ چلے آؤ چلے آؤ۔ شہزادی بلاتی ہے۔
ڈلیپ۔ تمہیں نقاشی آتی ہے (اشارے سے انکار) کیوں یہ تیرا سر
ذاتی ہے۔ (اشارے سے انکار) او بانیٔ سکوت کے پتلے کچھ منہ سے
بھی پھوٹے ؎
یہ نگاہیں شرمگیں یہ آنکھ شرمائی ہوئی ہے تو شکل یار لیکن مرجھائی ہوئی
راحیل۔ ؎ یہ کہے لفظ حسرت وہ پر آنکھ للچائی ہوئی
کیا میرے دلدار کی یہ بھی تمنائی ہوئی

عذرا سے یہ بھی گھبرا یا ہوا اور وہ بھی گھبرائی ہوئی
دونوں پہ یکساں تحیر کی گھٹا چھائی ہوئی

حضور! یہ دمادہ ہار۔

ڈلیسیہ۔ بیشک یہ ہار بڑے بہا ہے سارے کل دربار میں لانا منہ مانگے
دام لے جاتا کل یہ ہار اپنے تو بہار کو پہناؤنگی اور اُسکی گردن آمدار کا
ہار بن جاؤنگی سے

دل توڑ کے دل اس کا مسخر بناؤں گی
یہ گھر بگاڑ ڈالوں گی وہ گھر بناؤں گی

مارکس سے اس طرح کی باوفا سے بیوفائی تو نے کی
اے دلِ ناداں کیسی کج ادائی تو نے کی

ڈلیسیہ۔ عذرا اس ہار پہ میرا اور میرے پیارے مارکس کا نام اس کا نگ سو کھدا ہوا ہے

مارکس سے شکر ہے آج بچی جان بڑی مشکل سے
میری مشکل ہوئی آسان بڑی مشکل سے

راحیل۔ منشیہ تمہارا پیار خاکستر ہے۔

مارکس۔ راجیل میرا پیار نقش کا الحجر ہے۔

راحیل۔ کیا یہ کوئی طلسمائی گل کھلا ہوا ہے۔

مارکس۔ پیاری تم سے دل ملا ہوا ہے۔

راحیل۔ پھر تم رومنوں سے کیوں ملے ہوئے ہو۔

مارکس۔ کیا رومنوں سے مجھے کوئی لگاؤ ہے۔

راحیل۔ بلکہ ان پر تمہارا دباؤ ہے سے

مہ رو تھا اب وہ شمس ہے ہمارے سامنے
اب تیرے بیٹھے سخن ہیں سم ہمارے سامنے

مارکس سے یہ خطا ہی گر سمجھتی ہو تو دو ہم کو سزا

نقشہ

چمپا۔ میں کون چمپا البیلی۔ باغ جہاں میں مثل چمبیلی آہ مردکی آواز سے دلپہ تیر لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جھٹکن بدن میں سنسنی سی چھا جاتی ہے ہائے کیا کروں؟ (آنا پھول من کا)

پھول من۔ کیوں کیوں میری جان کیوں گھبراتی ہے اجی تو دیکھو جان من

چمپا۔ کون میرا پیارا پھول من آؤ پیارے میں اسوقت تمہیں کو یاد کر رہی تھی۔

پھول من۔ مجھکو بہن میری پیاری تو تو فریاد کر رہی تھی۔

چمپا۔ ہائے پیارے وہی اجڑا میرا خاوند نکھٹو۔ اسی کا تمہارا رونا۔

پھول من۔ ہاں جی اس کے لئے لیساؤ قبر کا کونہ۔

چمپا۔ ہے ہے وہ موا مرے بھی۔

پھول من۔ پر اس کے مرنیکا کوئی فکر کرے بھی۔

چمپا۔ میرا بس ہو تو موئے کو زندہ دفنا دوں۔

پھول من۔ وہ مجھے مل جائے تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دوں۔

چمپا۔ پر کہیں مطلب نہ ہو جائے فوت۔ کہیں بچ نہ جائے وہ لعنتی۔

پھول من۔ ارے یہ تو ہے قسمت کی موت۔ جب تک تو نے چمپا نہیں چھوڑی

چمپا۔ ہائے نکمے مرتا ہے نہ طلاق دیکر میرا پیچھا چھوڑتا ہے۔

پھول من۔ پیاری وہ آخر منہ سے کیا کہتا ہے۔

چمپا۔ کہے موا مردوں کا میلا قدم شریف کا ڈھول بٹا۔ وہ اوم کیا۔ بھائی بھی ساتھ کھاتے کھاتے اکتا گیا ہے۔ اس لئے اب بیاہ کرکے چلا۔

پھول من۔ یعنے ؟

چمپا۔ یعنے دنیا لوٹنے کی پرانی دوڑ میں جانیکا اکو اب جنٹلمین بنا ہے۔ کسی میم سے شادی رچانے کو پھر رہا ہے ؎

دیا سلائی جو پہنچو نکو تو باکر مسر کنڈا ہو گئے وہ صاحب لنگر بند کے الٹے چھپا

ہوا ہائے جہاں تو ہو کیوں دل ٹھنڈا کہ مرغ بلبی کا بچہ لٹکتے ہی انڈا
تصویر بلبل بستاں کرے نوا سنجی

پھولمن۔ ماجی تو اس میں تمہارا کیا جاتا ہے ہم لڑکی مرغی کیلئے ٹٹیا کرا یدھر آجاؤ
اور یاروں کے پیروں میں گھنگھرو ہو جاؤ۔

چمپا۔ اور کیا یہی تو ہونا ہے آخر۔

گانا دولونکا

پیارا منیرو اور من بیارا، مورے موڑ بنا کے پیار روا ہاں ہاں۔

پھولمن۔ ہاں لاؤ دوں پیار ہی تو ہے میں فیشن ایبل لیڈی۔

چمپا۔ ہائے جو بات ہوں جوتی نل۔ ہاں ہاں۔

پھولمن۔ کیا چاندسی تصویر ہے دل چھینے والی
بدمست کئے دیتی ہے یہ آنکھوں کی لالی
اللہ رے نزاکت یہ نزاکت نہیں خالی
جس طرح لچکتی ہے کوئی پھولوں کی ڈالی

چمپا۔ بالکا سیہا ڈاروں گلے بہایا۔ چھبیلا مورے من بھایو رے۔

پھولمن۔ بوسہ دیدے جانی کمسن چھبوا کا دانی۔ ہاں۔

(گھسیٹا و سیتا کا آنا)

گھسیٹا۔ ارررے کمبخت تو نے تو میرا ہاتھ ہی توڑ دیا۔

سیتا۔ ہائے ہائے تو نے تو میرا گھٹنا ہی پھوڑ دیا۔

گھسیٹا۔ ہائے ہائے اس بیوقوف کی ٹکر لگتے ہی میرا تو تین ہزار روپیہ
کا نقصان ہو گیا۔

سیتا۔ تین ہزار۔ تین ہزار۔ ارے گدھے اتنی رقم کے لئے تو میں بھی کہاں
کہاں گر گیا۔

گھسیٹا۔ ایسے گدھے کا قبول مجھے یہ خوف ہے کہ میں کہیں عمر بھر کے لئے

کنوارا نہ رہ جاؤں جس سے زندگی دشوار ہو جینا بیزار ہو۔

سیتا۔ ارر ر آلو۔ مجھے ڈر ہے کہ اپنی بیوی کو کھلاتے پلاتے ہائے

بیوہ! میری پیاری بیوہ۔

گھسیٹا۔ ہیں بیوہ بیوہ! ابے بیوہ کی تلاش میں تو میں بھاگا چلا آتا ہوں۔

سیتا۔ اور ایک بیوہ کی دھن میں تو میں بھی پاگل ہو گیا ہوں۔

گھسیٹا۔ بس بس تو پھر ٹکر ٹکر بند کر دو۔ مگر تیری بیوہ کا نام؟

سیتا۔ مس مس مس روزگل اندام۔

گھسیٹا۔ روز روز کیا کہتا ہے والی۔ ارے وہ تو ہے میری دل آرام

بھلا وہ روز کہاں۔ ہائے روز جیسے گلاب کا پھول۔ او مائی ڈیر

ڈارلنگ۔ او مائی سویٹ۔

سیتا۔ شٹ شٹ یہی تو میری معشوقہ کا نام ہے۔ او خدا۔

گھسیٹا۔ او احمق یہی تو میری معشوقہ کا اصلی نام ہے۔

سیتا۔ ابے تو آدمی ہے یا گھن چکر میری بیوی بھلا تیری بیوہ کیونکر ہو سکتی ہے

گھسیٹا۔ ابے تو نے کیا سمجھ لیا ہے یا لال بجھکڑ۔ میری بیوہ تیرے ہاتھ کیسے

چڑھ سکتی ہے۔ مگر تو تیرا نام کیا ہے۔

سیتا۔ میرا نام سیتا۔

گھسیٹا۔ تیرا نام سیتا تو میرا نام گھسیٹا۔ اسے بتا۔

سیتا۔ ہائے ہائے اس نے نام سے بھی نام ملا دیا۔ یہ خوب یاد آیا

ابے او الو اس نے تجھ سے شادی کا اقرار کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا

چھوٹے بڑے ناچ بھی ناچا ہے۔

گھسیٹا۔ ارر ر دھوتا تا ناچ۔ ناچ واچ تو سب کے ساتھ کبھی نہیں ناچا

بلکہ اس نے کبھی آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا۔ اور ہیں اس کا پہلا سچا

عاشق بن گیا۔ ارے پر دیکھو وہ کون آ رہا ہے۔

پھولمن۔ ادہر سے چلیے بیگم صاحبہ ادہر سے۔
روز۔ مگر وہ ممباسے والی ڈاک گاڑی کب جاویگی۔
پھولمن۔ کل تک اب کوئی نہیں۔
روز۔ افسوس تو کل صبح تک مجھے یہیں ٹھہرنا پڑا۔ اچھا میرے لیے کوئی کمرہ
پھولمن۔ آیئے۔ ادہر آیئے یہ چھ نمبر کا کمرہ خالی ہے۔
روز۔ کیا مصیبت۔ کیا پریشانی۔ ادہر بیچ میں پڑے پڑے سوکھتی گرائی۔
ہاں میں اپنے نام کا خط دریافت کرنا تو بھول گئی کمبخت میری بھی اکثر تو بھول جاتی
مسٹر وڈ۔ چور اچکے بدمعاش۔
روز۔ ارے شاید اور مسافر بھی آرہے ہیں۔ اوہو یہ تو مسٹر وڈ ہیں۔ بدمزاج
مسٹر وڈ اور میری سہیلی ایلیس بھی۔ چلو اب تو خوب گذریگی۔
مسٹر وڈ۔ تھکا دیا۔ سارے رستے بھونکتے بھونکتے دماغ اُڑ گیا۔
جاؤ۔ جاؤ اندر جاؤ۔
مس روز۔ مسٹر وڈ۔ مسٹر وڈ۔ پھر وہی غصہ پھر وہی گھبراہٹ۔
مسٹر وڈ۔ اوہو آپ ہیں کیا کہوں بیگم صاحبہ اس نامراد سفر نے تو ہلاک
کردیا۔ سارا اسباب خاک کردیا۔ ذرا میں اُسے دیکھ آؤں تو
حاضر ہوتا ہوں۔
ایلیس۔ سلام ارے روزی میری روزی تم یہاں کہاں ہم تو سمجھتے تھے
کہ تم موسم بہار کے مزے لوٹ رہی ہوگی۔
مس روز۔ خاک وہاں بھی موئے بدنظروں نے چین نہ لینے دیا۔ جسے
دیکھو عاشق۔ جسے دیکھو سودائی۔ اس شہر کے لوگ مالدار ہوں پر اسطرح گرتے
ہیں جیسے اناج پر بھوکا بال۔ گڑ پر مکھیاں اور مُردار پر مرغی اور یہ والہانہ
ادائیں تو بہ توبہ مجھے تو نفرت ہوگئی۔
ایلیس۔ ہاں ہاں روزی بھئی آجکل تم عاشقوں کی ایسی گھری ہو جیسے بیٹا تو نکلے

... مانوس۔
... بالکل غیر مانوس۔ پہلے زمانے غریب تو جہان سے گذر جاتے ہیں، جل جل کر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں مگر آجکل کے عاشق تو پوچھنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔

ایلس۔ مگر روزی بہن یہ تمہارا خاوند کب ہے؟

مس روز۔ چپ چپ میں کچھ کہونگی سب یہ ایک راز ہے راز۔

ایلس۔ ہیں راز۔ بھلا راز مجھ سے بھی راز۔ دیکھو تو یہ تیری کیسی خبر لیتی ہوں۔

(آنا مسٹر وڈ)

مسٹر وڈ۔ مہربان بیگموں یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس وقت آپ کچھ بہت ضروری باتوں میں مشغول ہیں مگر میرے لئے یہ بالکل فضول ہیں مجھ کو تو سفر کی کوفت نے اور بھوک نے بالکل ایڈین کر دیا ہے۔ اب شدہ ایک منٹ بھی صبر نہیں کر سکتا۔ کیوں مس روز آپ بھی ٹیبل پہ شریک ہونگی۔

ایلس۔ ضرور ضرور۔

مسٹر وڈ۔ اچھا تو ضرور ارے کوئی ہے یا سب مر گئے۔

پھولمن۔ حاضر حضور۔

مسٹر وڈ۔ حاضر کا بچہ جلدی جا اور تینوں آدمیوں کا کھانا ٹیبل پہ لگا۔

پھولمن۔ ابھی ابھی یہ لگا یا چلئے اس کمرے میں تشریف لیجئے۔

مسٹر وڈ۔ مگر سن گرم بالکل گرم کھانا چاہئے۔ کھانا چاہئے جیسا ہو مگر آگ کا پکا ہوا ہو سمجھا اگر آگ کا پکا ہوا نہ ہوا تو میں تیرا بھیجا بلبلا کر دونگا۔

پھولمن۔ ارے باپ رے۔

مسٹر وڈ۔ بالکل بد انتظامی بالکل بے ایمانی ٹیبل پر ہمکدا انی تک نہیں معلوم ہوٹل والے مسافروں کو کیسا دق کرتے ہیں اور یہ لوئے کہاں مر گیا ہے۔

ایلس۔ آتا ہوگا۔ آجائیگا۔ ذرا صبر بھی کیا کرو۔

مسٹر - ٹھیرو جی تم چپ رہو ۔ ابھی بلاؤنگا ۔ اور زور سے بلاؤں گا ۔ ان
بدمعاشوں کو تہذیب کا سبق پڑھاؤنگا ۔ ارے جلو کوئی ہے ؟

گھسیٹا - باپ رے یہ تو وحشی غل مچارہا ہے ۔

مستانا - ارر رے مجھے تو بہشت کا مزہ آرہا ہے ۔ مل گیا ۔ میری محنت
کا بدلہ مل گیا ۔

گھسیٹا - کہاں کہاں او بے کیا مل گیا ۔

مستانا - ابے وہ میری آنکھوں سے دیکھ ذرا ۔

گھسیٹا - ابے وہ کون کون ؟

مستانا - وہی میری پیاری بیوہ ۔

گھسیٹا - ہیں بیوہ وہی کیا ہماری بیوہ ۔

مستانا - ہاں ہاں وہی وہی قسم ہے اوڑان چھلے کی ، میں بھلا اس
عورت کو بھول سکتا ہوں ، جس کے ساتھ پرسوں کھو نے بڑے ناچ
بھی ناچا ہوں ، مگر یار گھسیٹا ۔

گھسیٹا - ہاں بھائی مستانا ۔

مستانا - میری طرف دیکھتے ہی اس نے منہ کو پھیر لیا ۔ شاید پہچانا
نہیں ، اچھا ذرا میں اسے جتاتا ہوں ۔

گھسیٹا - تو مجھے بھی جتانا چاہیئے ۔

مستانا - ابے تو پیچھے ہٹ اُلو ، تیرا کیا حق ہے ۔

گھسیٹا - ابے واہ تو نے کونسا ٹھاپو حاصل کیا ہے ؟

مستانا - ابے گدھے کی دم تو تو اسے جانتا بھی نہیں ۔ کبھی دیکھا ہے ؟

گھسیٹا - ابے دیکھا نہیں تو کیا ہوا اب تو دیکھتی بڑی ہے اتنی مسری ۔

مسٹر وڈ - او ہو یشلیم یہ کون اُلو ہونگے بھلا ۔

ایلس - ہے ہے بُرا ہوا ۔ جی میرا نہیں کیا جانوں بھلا ۔

مسٹر وڈ۔ ضرور کوئی بھید ہے یہ عورت چھپتی کیوں ہے۔ ابے کیوں بے
آنگو۔ تم کیوں ادھر بڑھے چلا آرہے ہو کس کو بلاتے ہو۔
مستانہ۔ ام ام جناب آپ کو دیکھتے ہیں۔
گھسیٹا۔ جناب دیکھتے ہیں آپ۔ ام ام ام۔
مسٹر وڈ۔ ابے بکرا بکری کے موافق مم کرتے ہو۔
مستانہ۔ ہائے ہائے کمر پہ چوٹ کھائی۔
گھسیٹا۔ باپ رے پھر وہی شامت آئی۔ پھر وہی ٹکر ٹکر نمبر پانچ۔
مستانہ۔ ہائے ہائے مفت کی چوٹ کاری مفت کی ٹکر ابے
تو آدمی ہے یا عین غین۔
گھسیٹا۔ خبردار ابے ہم ہیں ایک فسٹ کلاس جنٹلمین۔
مستانہ۔ ابے یہ منہ اور مصالحہ ابے تو تو ہے گھاس بیچنے والا۔ اچھا اگر
تو جنٹلمین ہے۔ تو مجھ سے ڈول لڑ۔

گانا گھسیٹا

لگے گھونسا او مستانہ۔ ماروں تجھکو ایسا جھپٹ جائیگا بچھیا۔
ابے جا جا بچہ، کھا ڈنڈا کچا۔ جھپٹ جائیگا بھیا۔
آج جس طرح سے تجھکو میں ٹھنڈا کردوں۔ شادی بیوہ سے کروں
تجھکو منڈا کردوں۔ ہم کے بجلی سے تیری خاک کو ٹھنڈا کردوں
ایسا باٹل کردوں۔ ابلا ہوا انڈا کردوں۔

باب پہلا پردہ آٹھواں باغیچہ

گانا مارکس

ضرور ستایا انہیں تیغ و تبر کی ادا کافی ہے الٹ تیکھی نظر کی

وہ کیا جانیں کسے کہتے ہیں اُلفت — خبر کیا ہے انہیں دردِ جگر کی
تمہیں معلوم ہے کچھ اے ستمگر — شبِ غم کس طرح ہم نے بسر کی
چلے جاتے ہو مڑ کر دیکھو جاؤ — قسم ہے آپکو ترچھی نظر کی
لگا کر دل کسی سے ہائے ہم نے
مصیبت مول لے لی عمر بھر کی

نثر

راحیل ۔ پیارے مسیح قسم کھاؤ اور صاف صاف بتاؤ کہ تمہارا خیال بد ہے یا نیک ہے کیا تمہارا دل زبان ایک ہے ؎

تم نظر آتے ہو اکثر مجھ کو گھبرائے ہوئے
فکر کے بادل ہیں کیوں اس قدر چھائے ہوئے

مارکس ۔ پیاری میں نے بھی تمہیں اس لئے یہاں آنیکی تکلیف دی ہے کہ تمہاری آنکھوں پر جو میں نے طلسمی پردہ ڈال رکھا ہے اُسے اتار کر صاف اور کھلے لفظوں میں اپنی حقیقت آشکار کر دوں ؎

میرے ہونٹوں پہ شہد اور زہرِ قاتل تھا چھپا دل میں
نہ بہ دیں ہیں ہو جس طرح یوں بھی دغا دل میں
حقیقت کو نہ ظاہر آج تک ہونے دیا میں نے
میری جاں معاف کرنا تم کہ ہے کتنا گنہ میں نے

راحیل ۔ او خدا کیا تم نے مجھے ٹھگا ۔ دھوکا دیا ۔ بہلا پھسلا کے مجھے دامِ محبت میں پھنسایا ۔

مارکس ۔ ہاں پیاری حقیقت یہ ہے کہ میں ابھی تک عشق کے اسٹیج پر یہودی کا لباس پہنکر ایک دھوکا باز عاشق کا پارٹ ادا کر رہا تھا ورنہ ؎

ہر کب سماں الگ ہو ہر اک یقیں الگ — مذہب الگ ہوا ہو اور دیں الگ

راحیل۔ تو کیا تم ہمارے ہم مذہب نہیں ہو۔

مارکس۔ نہیں۔ میں تمہارے دشمنوں کی ڈالی ہوئی بنیاد ہوں۔ رومن خون اور رومن باپ کی اولاد ہوں۔

راحیل۔ تم یہودی نہیں ہو۔

مارکس۔ نہیں

راحیل۔ پھر تمہیں یہودی بننے کو کس نے کہا۔

مارکس۔ تمہاری دلفریب صورت نے اس من موہنی صورت نے

راحیل۔ تمہیں ایک یہودی لڑکی کے ساتھ محبت کرنے کی جرات کس نے دلائی۔

مارکس۔ تمہاری محبت نے۔

راحیل۔ اف اور میں نادر حسرت ہیں کہ مار زہریلا سانپ اور گلے کا ہار ہے

کیوں الجھا اپنا دامن گرنہ پھنسی پھول میں
مجھ کو کیا معلوم تھا کانٹا چھپا ہے پھول میں
میری بربادی کا آخر کچھ سبب بتلا مجھے
کیا خطا تھی میری تو نے کیوں دیا دھوکا مجھے

مارکس۔ دھوکا نہیں پیاری راحیل دھوکا تو اس وقت تھا جب میں تمہارے خوبصورت ہونے سے انکار کرتا یا تمہیں چھوڑ کر کسی کو پیار کرتا یا تمہارے صاف صاف پوچھنے پر بھی اپنی سچی حقیقت نہ آشکار کرتا ہے

یہودی ہوں کہ رومن ہوں میں جو بھی ہوں تمہارا ہوں
کوئی ہوں کچھ بھی ہوں لیکن تمہاری صورت کا پجاری ہوں

راحیل۔ مگر اب ہم اس صورت کی طرف دیکھنے کا کوئی حق نہیں

مارکس۔ کیوں؟

راحیل۔ کیونکہ اس چہرے کو دیکھنے کے لئے وہی آنکھ چاہئے جو عشق پرستی اور رکھتی ہو چمک دمک سے لبریز ہو جس میں یہودی کا مذہب اور یہودی یقین کا لو ہو۔

مارکس۔ تو کیا تم رومن ہونے کی وجہ سے اپنا دل مجھ سے چھین لینا چاہتی ہو؟

راحیل۔ کاش یہ ممکن ہوتا کہ میں ظالم نہیں۔ اب مجھ سے اپنا دل واپس نہیں مل سکتی جس طرح پروانہ شمع پر جلنے کے لئے ننگاہ میں طرف کی ہوا ہو اس طرف اڑا لے جانے کے لئے ہے۔ ہوا پانی کو نشیب کی طرف بہنے کے لئے مجبور کر دیتی ہے اسی طرح میرا دل بھی تیری محبت میں بے اختیار ہے۔

مارکس۔ تو میں کیا امید رکھوں کہ یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے میرے ہاتھ میں دے دو گی؟

راحیل۔ نہیں۔

مارکس۔ کیوں آخر کس وجہ سے انکار ہے کس چیز کا ڈر ہے؟

راحیل۔ جس دل پر میرا قبضہ ہے اس ہاتھ پر میرے باپ کا قبضہ ہے۔

مارکس۔ مگر تمہارا باپ تو متعصب یہودی ہے، کیوں کر اپنی لڑکی کا ہاتھ ایک دشمن کے ہاتھ میں دینے کو تیار ہو گا۔ ایسی محبت اور ایسی شادی کا کبھی سودا نہ ہو گا۔

راحیل۔ تو میں کیا کر سکتی ہوں۔

مارکس۔ پیاری راحیل اگر تم چاہو تو مجھ ہو سکتا ہے میری چال

شہزادہ خود کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔
راحیل اُسے روکتی ہے

مارکس۔ بس پیاری راحیل کہو کہ مجھے منظور ہے۔

راحیل۔ چنچل خوبصورت جادوگر چنچل۔ راحیل اس دل سے مجبور ہے سو

تیری ہوں تیری پیاسی ہوں دیتی ہوں نہ بال پر

اب سایہ کی مانند جہاں تو ہے وہاں میں

مارکس۔ اپنے باپ کو پتہ خبر ہونے سے پہلے یہاں سے نکل چلو سو

جیسے یہ جسم و روح ہیں اس طرح ساتھ دو

لو آؤ اب چلو میرے ہاتھوں میں ہاتھ دو

(آنا عذرا کا)

عذرا۔ خبردار۔ ٹھہرو کہاں جاتے ہو۔ کہاں بھاگ کر چھپنا چاہتے ہو سو

نکل چلنے کی یہ حسرت بڑی مشکل سے نکلے گی

کلیجہ توڑ دیگی بد دعا جو دل سے نکلے گی

تمہاری آرزو دنیا سے خالی ہاتھ جائیگی

جہاں جاؤ گے میری بد دعا بھی ساتھ جائیگی

راحیل۔ رحم رحم۔ اچھے ابا ہم گنہگاروں پر رحم۔

عذرا۔ رحم! تجھ جیسی ناہنجار بیٹیا ناہنجار پر۔ رحم اس جیسے بدمعاش پر کیوں اسی دن کے لیے میں نے تجھے آنکھوں میں رکھ کر پالا تھا اس پر تیرے لیے اپنی جان کی طرح سنبھالا تھا۔ اور کیوں! اور دشمن قوم کے نیل کو جس نے محبت سے تیری پیٹھ کو تھپتھپایا۔ جس نے تجھے شریف اور وفادار سمجھ کر اپنی گود میں بٹھایا۔ اسی محبت پر موقعہ پاکر حملہ کرنے کو آمادہ ہوا جس نے تجھے راحت اور عزت دی۔ اسی کے آرام و راحت کے مٹانے کا ارادہ کیا سو

قہر خدا سے گر نہ گیا تو زمین میں

کس بے وفائی جرم نہ تھی تیرے دین میں

وہ بات کی تو نے جو گمان و یقین میں

راحیل۔ پیارے مارکس۔

سوچ میں کیوں پڑ گئے آخر ہوئی کیا بات ہے ہاں کہو دل چاہتا کو دلکی صورت ماتمی

مارکس۔ کس کو چاہوں کس کو چھوڑوں غضب میں جان ہے

اک طرف محبوب ہے اور اک طرف ایمان ہے

عذرا۔ جواب دو کس کا خیال ہے۔

مارکس۔ میں راحیل کو چھوڑ سکتا ہوں۔ مگر مذہب چھوڑنا محال ہے۔

عذرا۔ تو پھر نہیں۔

مارکس۔ کبھی نہیں۔

عذرا۔ تو انکار۔

مارکس۔ ناچار۔

عذرا۔ دوری۔

مارکس۔ مجبوری۔ ساری دنیا سے زیادہ پیارا ہے مجھکو

اور اس سے زیادہ ہے مذہب مجھکو

ایسی شے سہل سے انساں نہیں دے سکتا

جان دے سکتا ہوں ایماں نہیں دے سکتا

عذرا۔ تب کیا روم میں کہتے تو تمہارے پاک گھر میں گھسا ہو کبھی سر اوپر بار گرفت و مجبور کا جال بچھا کر ایک بھولی بھالی دوشیزہ کو حرامکاری کے راستے لگانے آیا تھا۔

رسائی پیدا کی میرے گھر میں عزیز ہمدرد و یار بن کر

مگر چھپا سانپ ہو کے تھا دل میں کرما ع اجاڑ بہار کر

دغا اور اس سے دغا بھرو سکا صفا جس نے مدام تجھ پہ

زمیں سے لے کر فلک ہے لعنت پڑیگی ہر صبح و شام تجھ پہ

راحیل۔ پیارے میرے تمہارے کیا ہے یہ میں کیا ہو گیا۔ باوفا دل آج کیوں جدا ہو گیا

مارکس۔ اب مجھے راز کے چھپانے پر ضرور پردہ کرنا ہوگا۔ راحیل تم اب مجھے کیا سمجھ رہی ہو۔

راحیل۔ ایک شریف یہودی۔

مارکس۔ اور اب کیا سمجھتی ہو۔

راحیل۔ ایک بے وفا دشمن۔

مارکس۔ مگر میں وہ تھا۔ وہ تھا اور نہ یہ ہوں۔

راحیل۔ پھر؟

مارکس۔ میں سلطنت روم کا ولیعہد اور ہونے والا شہریار ہوں اور یہی وجہ ہے کہ اب تمہارا بادشاہ ہے اور ہم قوم شہزادی ڈیسبہ کے سامنے شادی [illegible] لا رہا ہوں۔

راحیل۔ تم [illegible] ہو ہونے والے بادشاہ ہو۔

مارکس۔ ہاں اب اس قصہ کا کوطول دینا بے سود ہے کیونکہ میری شادی ہونے والی ہے۔ اور کل کا دن مقدر کے فیصلے کی طرح اٹل ہے۔

راحیل۔ تو مقدر کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ شادی ہرگز نہ ہو۔

مارکس۔ [illegible] ہو گیا۔

مارکس۔ کل ہی ہو جائیگی امید ہے آ ئیگی۔

راحیل۔ قیامت تک نہ ہوگی۔

مارکس۔ میں جو کہتا ہوں۔

راحیل۔ میں بھی جو کہتی ہوں۔

مارکس۔ اس شادی کو کون روک سکتا ہے۔

راحیل۔ بیچاری عذرا یہودی کی لڑکی راحیل۔

مارکس۔ [illegible]

راحیل ۔ ہاں ہاں ہم یہی ہیں اور تمہیں کیسا کہ ہر روم کا رواج روم کا قانون روم کا بادشاہ ۔ میں ان سب کو مجبور کر دونگی کہ دغا بازی کی امید یا کو خاک میں ملا دیا جائے اس بد انجام شادی کے گھر والے کو پیر کی ٹھوکروں سے ڈھایا جائے ۔

بے آس ہیا ہی اور ہے نامراد تو
ناشاد مجھکو کرکے نہ رہیگا ناشاد تو
اس بیکس و غریب کو دکھ دیکے بیوفا
پھل پائیگا نہ دہر میں رکھ خوب یاد تو

مارکس ۔ یہ ناممکن ہے ۔

راحیل ۔ اگر یہ ناممکن ہوگا تو میں یہ سمجھونگی کہ ظالموں اور نوجوانوں کے لئے میدان صاف ہے روم میں ۔ کوئی قانون ہے نہ بادشاہ ہے ۔ باطن میں بزدلے ہیں ظاہر دلیر ہیں ۔ یہ دور سے ڈرانیکو مٹی کے شیر ہیں

مارکس ۔ چپ ۔

راحیل ۔ آہ

گانا

عشق میں جینے کے ہیں لالے پڑے
ہائے کسی بیدرد کے پالے پڑے
دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ میں کالے پڑے
کس نگاہ کردیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھوں میں متوالے پڑے
دور تھا نہ منزل سے کیا دشت جنوں
چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑے

باب دوسرا پردہ دوسرا مکان

گنگا تا چمپا

سو رہے سو رہے ساون لو نندیا سوتی رہی سیجریا، دوری اپنے
گئے پیروا گھر سے چین نہیں ان میں موہے آوے رے چھیا مورا
اُن بن گھبراوے رے - گنگا چپا کی جیربالاوے ریتیاں تو رہی بیتی
جاوے رے، ستیاں بتاں ہیں تو کبھی ہوں باوریا
ریتیاں کٹت نہ کٹن تارے، آگ برہا کی دہیہ جلاوے نیں سے
خون برسے سو رہے

نرمدا - ائے اللہ یہ جوانی جاڑوں کی چاندنی کی طرح گذری جاتی ہے
آہ یہ اُٹھتے جوبن کمسن بیوہ کے اُبھار کی طرح خاک میں ملے جاتے
ہیں، سینے میں تکان دل میں درد ہاتھ پاؤں میں سنسنی آتی ہے
اُف میری جان نکلی جاتی ہے۔

کچھومن - کیوں پیاری کیا بڑبڑا رہی ہو، کوئل کی شیرینی کی طرح گڑگڑا رہی ہو
کیا کیا کلام منہ سے نکل رہا ہے، پیشانی پر بل پڑ رہا ہے۔

چمپا - اجی وہی رونا موئے خاوند کا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟

کچھومن - میں چاہتا ہوں کہ چمپا میری عورت بن جائے، ہائے اُمید کا میرا
گل الفت بن جائے

پھر یہ خوف ہے کہ ناکی کے گھٹنے دل میں
اور پھر اس تر مقراض کدورت بن جائے
کاش خیانت اُس کی کر لیے اَلیا یار
تم الگ ہو رہو اور سبھی خواہش بر آجائے

پھولمن۔ ہیں وہ تو ٹھگا دہری سندر اچھلنا کودتا آرہا ہے۔ بیٹا پھولمن اب
خیر نہیں۔ خوب مرمت ہو جائیگی۔ تیرا اوزار کے حجامت ہو جائیگی۔

چھپا۔ ارے چپ کیوں گھبراتا ہے سودائی۔ پوری میں پھولمن کو منا کرنا

گھسیٹا۔ او بائی گاڈ۔ ٹیڑا رستہ میں ایسا کچھوا چھٹا ہے۔ ہمارا کمبیٹ ٹوٹ گیا
اٹھاؤ اس کو جلدی اٹھاؤ۔

چھپا۔ میاں ہماری بڑی دوست جمالو کے میاں نے کہاں ہے کہ جب بابو صاحب ملیں
تو ان سے کہنا اسے ذرا ہمارے پارسل کردیں۔

گھسیٹا۔ پارسل پرائیویٹ ہوس میں ہوتا ہے۔ پرائیوٹ ہاؤس میں
میں کیا اس کے باوا کا نوکر ہوں۔

چھپا۔ میاں یہ ہوا ذرا اٹھا کرلے جاؤ۔

گھسیٹا۔ میں کوئی قلی ہوں۔

چھپا۔ میاں انہوں نے چار پیسے بھی تمہارے سگرٹ کو دیا ہے اور کہا ہے
کہ بابو صاحب سے کہدینا کہ اسے پارسل کردو۔

گھسیٹا۔ ہم پوسٹ ماسٹر ہیں یا قلی لے جاؤ۔ ہٹاؤ۔ ہم جائے گا۔ تم
لے جاؤ۔

چھپا۔ اچھا تو میں لیجاتی ہوں۔ او تیری آنکھ میں خاک ڈالکر اپنے یار
گھر کو چلی جاتی ہوں۔ میاں تم تو لیے کیوں نہیں۔

گانا

ہائے ہائے میرے جوبن کی دیکھو بہار کا ابھار
کاہے کہ یہ دل سے رکھنے ہو پیار۔

گھسیٹا۔ ری دسرے ہوں سے بیزار نہیں پیار مجھے نفرت ہے اور یہی بار
چھپا۔ ہے رد ... ہے شام ہے ... آرام کرو ل کیوں ... فرقت میں یار
گھسیٹا۔ ... کی کا جام شب ہو ... آرام ہے روز ہی گلفام ... ہو گا یار

لگے بہیر لگ بہیر بوٹ سوٹ کا رٹائی کیا ہے پوزلیس اعلےٰ وا لی
انگلی وا لی۔ کرحکمت فطرت ہوں ننا ہیں کیسا جنٹلمین۔

باب دوسرا پردہ تیسرا دربار

گانا سہیلیاں

جام بھر کے بھر کے سو دلبر کے ہاں لوجی صاحب لو پیار لو جی بھر کے۔
تھوڑی تھوڑی نتیاں ساری نہ شرماؤ۔ پیاری ذرا آگر کے جام بھر کے
نت جیا پیا کرت رہی سا جنا سلونا۔
من بھاوے رنگ رنگیلے چھیل چھبیلے من بھاوے رجا یار الجھا جانی کے
جانی گلے لگ جاؤ۔ سب گھڑی تیجو ہا کہ تا تھ۔
واہ واہ واہ ہاں بھر بھر کے۔ چھیں گے جگر کے جام بھر کے۔

نمبرا
چٹک رہے شاخوں پہ جنبش ہوا سے پھولوں میں
بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں

نمبر۲
ہوائے عیش نے پھیلائی نکہت شا دی
اڑا ہے مشک ختن خاک کے بگولوں میں

چوبدار ۔ عالی مرتبت شہزادی عذرا سوودی در دولت پہ آیا ہے اور
وہ بیش قیمت تار حسن کی تیاری کا مصور عالیہ کے حکم دیا سا تھ لایا ہے

والیسہ ۔ حاضر کرو۔

پروفیشی ۔ دیوتا خبر کیسے کہ یہ نحوست کی نشانی مصیبت کا سبق خیمہ اس
ہنسی خوشی کے جلسے میں کہاں سے نازل ہوا۔

ارا ذر یا ری ہے برنگ باپ آپ نے نفرت کا اظہار کیوں کیا کیا وہ
[illegible] یا تحفہ ہے۔

ہیروڈس ۔ اس شادی کے جلسے میں ایک یہودی کا ہار لانا سخت بدشگونی ہے
کمپرا ۔ اگر اُس کے یہاں آنے سے ہمارا کیا نقصان ہو سکتا ہے؟
ہیروڈس ۔ راتوں کو ایک کونے میں گھو گھنے والا کتا کیا نقصان پہنچاتا
ہے ۔ فوراً حملے سے مار کر بھگا دیا جاتا ہے ۔ مکان کی چھت پر بیٹھ کر گھور
اور باریک بولنے والا الّو کیا تکلیف دیتا ہے ۔ فوراً بانس اور ڈھیلوں
سے اُڑا دیا جاتا ہے جس طرح یہ دونوں اپنی موجودگی سے نحوست پھیلاتے ہیں
اسی طرح یہ منحوس یہودی بھی جہاں جاتے ہیں کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور لاتے ہیں
ڈلسبیہ ۔ عذرا خوش آمدید ۔ غالباً تم ہار میری مرضی کے مطابق تیار کر کے لائے ہو
عذرا ۔ خادم نے کوشش تو اسی بات کی کی ہے یقین ہے کہ حضور عالیہ پسند کر
لیں فرمائیں گی ۔ خوشنودی مزاج کا سارٹیفکٹ عطا فرمائینگی ۔
ڈلسبیہ ۔ بہت اچھا ۔ بہت خوبصورت ہے ۔ دلکش ہار جب میرے عزیز بیٹے
مارکس کی صراحی دار گردن کا ہار ہوگا ۔ تو بڑا اچھا بہار ہوگا
ہیروڈس ۔ عزیز شہزادی چونکہ یہ ہار ایک یہودی کے ہاتھ سے ہو کر آیا ہے ۔
اس لئے اسے پہلے سردار کاہن کو بھیج کر دعائیں دم کر کے پاک بنا لیا جائے اُس کے
بعد شہزادہ مارکس کے گلے میں پہنایا جائے ۔
عذرا ۔ عالی مرتبت وہی سردار جس طرح رومی قوم بادشاہ کے فرمانبردار ہے اُسی
طرح یہودی قوم بھی اس کی دعا گو رہی ہے جس طرح وہ شاہی حکموں کا احترام کرتے
ہیں ۔ اسی طرح ہم بھی اُس کی عزت کرتے ہیں جس طرح وہ شاہی دشمنوں کو اپنا
دشمن سمجھتے ہیں ۔ اسی طرح ہم بھی ان کو حقیر سمجھتے ہیں جب بادشاہ کا اپنی
رعیت کے ہر چھوٹے بڑے پر یکساں ہاتھ ہے ۔ تو محض مذہبی اختلاف
کی بنا پر اس کی ایک غریب رعایا کو سر دربار ذلیل کرنا کتنی شرم کی بات ہے
ہیروڈس ۔ ذلیل کو ذلیل کرنا میری لغت میں کوئی برائی نہیں ہے ۔ کیا تم بھول گیا
کہ اپنی سود خواری اپنی کمبخت پوری اپنی لیے رکھی ہے ہم روز مرہ

کوئی مصیبت ڈھائی نہیں ہے۔ ان کے حصے میں کونسی بلا ہے جو آئی نہیں

عذرا - لیکن اگر واقعی ایسے ہیں۔ تو ہیں ایسا بے رحم ماننے والے بھی تم اور تمہاری قوم ہے جب تم ہمارے پاک مذہب کی حقارت کروگے ہمارے منہ پر تھوکو گے ہم ایک کتا سمجھ کر ٹھکراؤ گے تو پھر ہمارے دلمیں بھی انتقام کا سویا ہوا جذبہ ضرور بیدار ہوگا جب غریب جانور بھی اپنے ستانے والے پر پلٹ کر حملہ کرتا ہے تو دل اور کلیجہ رکھنے والا انسان کیوں نہ بدلہ لینے کو طیار ہوگا۔

ہیروڈس - جھوٹ اگر ہم واقعی ہی ایسے ہوتے تو تم لوگ ہماری سلطنت میں رہنے ہی نہ پاتے۔ چیل اور کوؤں کی غذا ہو جاتے۔

عذرا - کیوں نہیں یہ آفتاب جو ہمیں روشنی پہونچاتا ہے یہ دریا جو ہمیں پانی پلاتے ہیں یہ زمین جو ہمارے لیے غذا اگالتی ہے غرض قدرت کی ہر ایک قوت جو ہماری خدمت بجا لاتی ہے یہ سب تمہاری ہی مہربانی ہے تمہاری ہی دم ہماری زندگانی ہے۔ کیا ہمارے تم ہی خدا ہو۔

ہیروڈس - اچھا تو بتا سکتا ہے۔ کہ تمہاری قوم کے ساتھ ہم نے کونسا برا سلوک کیا ہے۔ کونسا عذاب دیا ہے۔

عذرا - یہ مجھ سے نہیں اپنے بے درد دل سے پوچھو اپنے خون بھرے ہاتھوں سے پوچھو اپنی چھریوں اور خنجروں سے پوچھو۔ کیا ہزاروں یہودیوں کو محض اس قصور پر کہ وہ یہودی مذہب کے خدا کو پوجتے ہیں سخت سے سخت عذاب کے ساتھ قتل نہیں کرایا۔ ہزاروں بچوں کو یتیم اور ہزاروں عورتوں کو بیوہ نہیں بنایا۔ ہماری قوم کے مظلوم بیکسوں سے اپنا قیدخانہ نہیں بسایا اگر یہی اچھا سلوک ہے یہی اچھا کام ہے تو مجھے بتاؤ کہ ناانصافی اور ظلم کس چیز کا نام ہے۔

تم ستمگر تھے ہوا اور ہم ستم دیکھا کیے　　خانماں برباد ہو کر رنج و غم دیکھا کیے
ستمگر ہوئے سب عذاب و ستم و ظلم دیکھا کیے　　تم نے کیں لاکھوں جفائیں اور ہم دیکھا کیے
بس ہماری [illegible] الٹا اثر ہوتا گیا　　جتنا ٹھیلے سے تحمل بد سے بدتر ہوتا گیا

ڈیسیہ ۔ نا عاقبت اندیش یہودی خاموش رہ کیا زندگی سے نا امید ہے ۔ بزرگ باپ ایک فرسودہ حواس بوڑھے کو اتنا مخاطب بنانا آپ کی شان سے بعید ہے ۔

شاہ ٹائیٹس ۔ میں ڈیسیہ کی رائے کو پسند کر کے آپ کو اس اعمالِ حیات سے چشم پوشی کرنے اور اس یہودی کو خاموش رہنے کا حکم دیتا ہوں خدا نگہبان اور برکت دے میرے عزیز بچوں کا ہاتھ ملا دیجئے ۔

پیرو ڈلس ۔ خوش اور ایک دوسرے پر مہربان رہو ۔ دنیا میں بامراد اور شادماں رہو

راحیل ۔ ٹھیرو ٹھیرو جب تک بادشاہ عادل کے حضور میں ایک مظلوم بدنصیب کی عرضی پیش ہو کر دغا بازی کے مقدمہ کا فیصلہ ہو لے اُس وقت تک ٹھیرو ۔

جفا سے تنگ آ کر میں سرِ دربار آئی ہوں ۔
میں اک ٹوٹے ہوئے دل کی بپا فریاد لائی ہوں
میں اک ظالم ستمگر کی بہت ہی ستائی ہوں
ہزاروں حسرتیں خوں گشتہ اپنے ساتھ لائی ہوں
کہانی رحم کے قابل ہے سُن لو درد والوں کی
خدارا داد مل جائے میرے اس دیکھے بھالوں کی

شاہ ۔ کون؟

مارکس ۔ باعثِ کلفت یہ کیا صورت یہاں آئی ہوئی ۔ سُن رہا ہوں صاف اک آواز پہچانی ہوئی

عذرا ۔ راحیل، تو یہاں کیوں آئی؟

راحیل ۔ انصاف پانے ۔

عذرا ۔ کیا تجھے یقین ہے کہ ایک دمن شہزادے کے خلاف ایک مظلوم یہودی لڑکی کی فریاد سُنی جائیگی ۔

راحیل ۔ آہ! اس دربار کا یہ دعویٰ ہے کہ یہاں امیر و غریب دونوں کا یکساں انصاف ہوتا ہے تو اُسے دعوے کی شرم رکھنے کے لئے میری فریاد ضرور سُنی جائیگی

بادشاہ۔ لڑکی صاف لفظوں میں حال بیان کر۔ اگر تو مظلوم ہے۔ تو بیشک تجھ کو
حیا ہے شاہی نسل کا یہی آدمی کیوں نہ ہو۔ مگر انصاف ضرور تیری طرفداری
کریگا۔ بول کس کی ستائی ہے۔ اور کس کے خلاف فریاد لائی ہے۔

راحیل۔ مجھے ستانے والا۔ دین و دنیا سے مٹانے والا ؎
حقا ہیئتِ وفا کا دشمن ستمگر کون ہے یہ ہے
شکایت جس کی کرتا ہے مقدر کون ہے یہ ہے

ڈلسیہ۔ کون شہزادہ مارکس

بادشاہ۔ ولیعہد سلطنت۔

راحیل۔ ہاں یہی ؎
اسی کے دم سے خزاں باغ کی بہار ہوئی
یہی ہے جس سے میری زندگی خوار ہوئی

بادشاہ۔ مارکس سنتا ہے۔ اس الزام کا تیرے پاس کیا جواب ہے۔

مارکس۔ ؎ ستائی گئی تھی بڑا کہہ رہی ہے
جو کہہ رہی کہہ رہی ہے بجا کہہ رہی ہے

ڈلسیہ۔ دیوانی عورت بولنے سے پہلے تو سوچ لے کہ کیا کہہ رہی ہے

راحیل۔ بچئے بچئے شہزادی صاحبہ اس خوبصورت سانپ سے بچئے ؎
بے رحم ہے یہ رحم سے بو نہیں رکھتا
یہ رحم نہیں درد آنکھ میں آنسو نہیں رکھتا
آزاد ہے جذبات پہ قابو نہیں رکھتا
انسان ہے انسان کی مگر خو نہیں رکھتا
وہ پھول ہے یہ پھول جو خوشبو نہیں رکھتا

ڈلسیہ۔ بس بس خاموش میں ایسا کوئی لفظ جس سے میرے منگیتر کی توہین ہو نہیں سن سکتی۔

راحیل۔ شہزادی سے

سراسر مکر سرتاپا دغا ناآشنا ہے یہ
میری آنکھوں سے دیکھو تم تو پرورش کیا ہے یہ
کنواری ہنس سکتر جانتا اس عقد ہونے سے
وفا کی ہے عبث امید مٹی کے کھلونے سے

پرویش۔ عالیجاہ اگر آپ میری عرض سماعت فرمائیں تو میں یہ کہونگا کہ عورتوں کے ساتھ کبھی یقین نہ کرنا چاہئے۔ یہ عورتیں شیطان کے مکتب سے تعلیم پاکر نکلی ہیں۔ اس لئے ان سے ہر وقت ڈرنا چاہئے ؎

جفا سے سنگ بیٹھ کریں اور وفا سے عار کریں
جگر پہ ضرب لگائیں تو دل پہ وار کریں
جو شرمناک عمل ہوں ہزار بار کریں
یہ بے گناہ کو دم میں گنہگار کریں
ہزاروں مکر کے پہلو نکلتے بات سے ہیں
جہاں میں جتنے ہیں فتنے سب ان کی ذات سے ہیں

عذرا۔ سریرآرائے عدالت سلطنت کا ایک معزز رکن ہو کر انصاف کے راستے میں روڑا اٹکائے۔ دباؤ ڈال کر شاہی انصاف اور شاہی رائے کو ایک مظلوم فریادی کے سامنے کیا بیان جیسے مقدس رہنمی آدمی کو سزا دیجئے۔ کیا حق پسند بادشاہ کا انصاف مظلوموں کا سرپرست ہو سکتا ہے۔ مظلوموں کا فخر

شاہ۔ میں بہودی کبھو نہیں جس طرح آفتاب کی روشنی امیروں کے محل اور غریب کے جھونپڑے پر، کوئی فرق نہیں کرتی اسی طرح میں بھی انصاف کے وقت اپنے اور اعلیٰ سب کو یکساں جانتا ہوں۔ اپنی ذمہ داری اور اپنا فرض پہچانتا ہوں۔

پرویز۔ بس تو پھر جھگڑا صاف ہے۔ آپکے ایسے لئے صرف ایک ہی کام ہے

اور وہ ان دونوں کا انصاف ہے۔

بادشاہ۔ میں انصاف کو استعمال کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دونگا

راحیل۔ خدا آپ کو مظلوموں کی حمایت کے لئے قیامت تک زندہ رکھے فرمائیے

اگر آپ کی رعایا میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کا وعدہ کرکے
اس کی محبت کا شکار کرے اور اس کے کنوارے ہونٹوں کو اور گالوں کو
ناپاک بنانے کے بعد اُسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے پیار کرے تو
اُسکے لئے حضور والا کا قانون کیا سزا تجویز کرتا ہے۔

بادشاہ۔ موت بغیر رحم کے موت۔

عذرا۔ تو بس ہو چکا فیصلہ ہو چکا۔ آپ شاہی نام کی عزت میں تخت سلطنت
کے اہل نہیں قلم اٹھایئے اور ولیعہد سلطنت کے قتل کا حکم صادر فرمایئے

بادشاہ۔ مگر پہلے مجھے اس کا گناہ تو معلوم ہونا چاہیئے

راحیل۔ یہ آپ کی عزت اور آپ کی شہرت کو برباد کرنے والا اس ملک کی
رکھوالی کے سر پر تاج شاہی لا رہا ہے اس نے پہلے مجھ سے شادی کا وعدہ کر
مجھے دھوکا دیا۔ اور اب شادی ڈلسیہ کو بھی فریب کے پھندے میں
پھنسا رہا ہے۔

مجھکو نہ کیا شاد تو پھر اسکو کیا کریگا اسکو بھی میری طرح سے برباد کریگا

شاہ۔ مارکس اٹھ کھڑا ہو۔ جواب دے۔ ورنہ بدترین قسم کی سزائے موت تیرے
لئے تیار ہے۔

مارکس۔ بیشک غلام آپکا خطاوار ہے۔ اور شاہنشاہ حضور والا سے
رحم کا امیدوار ہے۔

بادشاہ۔ رحم یہ کرسکتی ہے۔ میں کچھ نہیں کرسکتا۔

پرولٹس۔ بھائی پیارا۔

بادشاہ۔ بس کچھ نہیں۔

بیاہ ہونا چاہتا ہے اور راحیل آکر فریاد کرتی ہے عذرا الگ کھڑی
رہتا ہے

پیروش ۔ یہ تو ہونا چاہئے۔

شاہ ۔ یہ ضرور ہوگا۔

پیروش ۔ میری یہ عرض ہے کہ قانون گمراہوں کیواسطے ہے کہ نہ خواہوں کے واسطے

شاہ ۔ اگر بادشاہ گمراہ ہے ۔ تو وہ بھی قانون کی رسی ہے جکڑا جائیگا اگر شہزادہ
چور ہے تو اس جرم میں ضرور پکڑا جائیگا۔

پیروش ۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ عام رعیت سے ایک ایک شہزادہ قابل
قدر ہے جس ہتھیار سے غلام پر ضرب لگائی جائے اسی ہتھیار سے آقا کو
قتل کرنا مرتبہ اور شان کی تحقیر ہے۔

شاہ ۔ مگر انصاف کی تلوار آقا اور غلام دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہے

یہاں تمیز آقا ہی ہے نہ بندے ہیں
کہ سامنے دونوں کی گردن ہے ایک پھندے میں

پیروش ۔ حق کا دشمن ایک قسم کا جنون ہوتا ہے۔

راحیل ۔ اس دنیا داری سے انصاف کا خون ہوتا ہے

پیروش ۔ اری بے حیا تب تو ایک بھیک منگے کنگال کی دل جوئی اور
چراغ کے بجھانے کا ارادہ ایک مفلس بے ننگ و نام لڑکی اور خاندان
شاہی کی توہین کا ارادہ۔

راحیل ۔ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ امیروں کے سر تاج زر کے لئے ہیں
اور غریب ہوتے ہیں امیروں کی ٹھوکر کے لئے۔

پیروش ۔ بے شک۔

غزل ۔ راحیل ۔ راہ ہے مرہم اور وہ لئے مذہبی پیشوا سے

تمہارا حسن ہے غم مفلس کا صدمہ اک کہانی ہے
تمہارا عیش ہے عیش اور ہمارا عشق فانی ہے
یہاں بچپن بڑھاپا ہے وہاں بڑھاپا بھی جوانی ہے

تمہارا خون ہے خون اور ہمارا خون پانی ہے
یہ ذرہ یہ تخوتیں کیا ہیں کہ اپنے ساتھ جائیگا
یہیں رہ جائیگا سب یاں سے خالی ہاتھ جائیگا

راحیل۔ عادل سلطان۔ اب مجھے انصاف ملنے میں کیا دیر ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک نہ سنا ہو تو میں اس سے بھی زیادہ بلند آواز سے انصاف انصاف پکار سکتی ہوں۔

بادشاہ۔ آہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ہے
کھڑی ہے شادی بھی خوشاد آئی بھی ناشاد جاتی ہے
ادھر انصاف جاتا ہے ادھر اولاد جاتی ہے
ادھر سے مں پڑا ایسا کیا۔ یہی مجھ کو اس دل کی
جوانی اس کی اور محبت میری۔ برباد جاتی ہے

عادل۔ اے عادل سلطان کیا شہ کی محبت اور انصاف میں جنگ ہو رہی ہے

بادشاہ۔ ہاں مگر فتح انصاف ہی کو ملے گی۔

راحیل۔ تو پھر انصاف ملنا چاہئے۔

شاہ۔ ضرور ملیگا۔

راحیل۔ جان کے بدلے جان والا ہے۔

شاہ۔ ہاں کچھ ہے۔

راحیل۔ تو کہاں؟

شاہ۔ یہاں۔

راحیل۔ کس؟

شاہ۔ اس وقت جب بڑے بڑے [illegible] سے پرستار رہ اہرا رہا ہے [illegible]
[illegible] اور [illegible] [illegible]
[illegible]

مے جوش شے محفل میں اترتی ہے
نوشہ سے مستوں کے آواز نکلتی ہے
آ کے گلشن میں مورا کل کر گیو رے ترچھی۔

جس دن سے کہ ہم آئے یہاں ملک عدم سے
دم بھر میں ہمیں فرصت نہ ملی رنج و الم سے
دنیا میں خوشی کا نہ کبھی جام ملے گا
جب قبر میں جائیں گے تب آرام ملے گا

نثر

او شہزادی میری رقیب آتی ہے رضا لقہ نہیں جو حالت میری ہے وہی اس کی ہے جیسی میں دکھی ہوں ویسی ہی وہ بھی دکھی ہے۔
ڈلسیمہ۔ او آسمان کے فرشتو مجھے توفیق دو کہ میں بیوفا مارکس کی جان بچاؤں۔ اور شکستہ دل یہاں سے اٹھ جاؤں۔

گانا

ساجن رہی کیسی سکھی ست آئی سوتن جھنجھائی۔
کا سے کہوں جتن کروں رے رہائی۔ ساجن پہ
من کی کہو کا سے گھٹ بیت نیہاں۔
آس پوری مورہی کرتو رے شرن سے جگہ میں پیا سکن آئی
راحیل۔ معمو کیا آپ اس جسم جلی کی دبی آگ کو بھڑکانے آئے ہو یا۔ کیا اس بجھے چراغ کو اور جلانے آئے ہیں۔

(ڈلسیمہ کا آنا)

ڈلسیمہ۔ اے حور شمائل راحیل۔
راحیل۔ کون ہے تو ویسی ہی شمر ... اہم
کون یہ یار کی منظور نظر آتا ہے سے اہم

ڈلیسیہ ۔ محبت لایا ہے مجھے نارسائی کرنے
میں تیرے قدموں میں آئی ہوں گدائی کرنے

راحیل ۔ جو مرا مال تھا سو تم نے چرا رکھا ہے
اب یہاں کیا ہے مرے ہاتھ میں کیا رکھا ہے

ڈلیسیہ ۔ تمہارے ہاتھ میں اُس نادان وارکس کی جان ہے۔

راحیل ۔ وہ جان ہماری جان کے ساتھ جانیکی شایان ہے ۔
بُرے کا حال دنیا میں بُرا ہی ہو تو اچھا ہو
مجھے رُسوا کیا جس نے الٰہی وہ بھی رُسوا ہو

ڈلیسیہ ۔ جس دن میدان قیامت میں نفسی نفسی پکاری جائیگی۔ وہاں کس کی جان تمہارے کام آئیگی۔ راحیل یہاں کی عدالت جابر ہو، شمشاد کی جان ناحق جائیگی ۔
آئین عدالت کا یہاں صاف نہیں ہے
آئین ہے مگر اس میں انصاف نہیں ہے

راحیل ۔ یہی آئین انصاف ہوگا۔ اسی سے میرا آئینہ دل صاف ہوگا

ڈلیسیہ ۔ نہیں یوں نہ کہو گو اس نے مجھے بھی ٹھکرایا ہے مگر اس دغا باز کو خدا پر چھوڑ دینا اچھا ہے ۔
آپ مرجائے بشر پر غیر کی جاں بخش دے
آرزو بخشش کی رکھتا ہو تو انساں بخش دے

راحیل ۔ چھوڑ دوں اسکو کہ تم چین کرو اُس کے ساتھ
چھوڑ دوں اسکو کہ تم لو ہنسو اُس کے ساتھ

ڈلیسیہ ۔ میں کبھی سینے میں دل اہل دغا کو دوں گی
اور جو دل دونگی تو میں اپنے خدا کو دوں گی

راحیل ۔ اسکو میں آپ کی خاطر نہ کبھی چھوڑوں گی
اپنا دم توڑ دوں گی اور اُسکا دم توڑ دوں گی

راجپیل کھڑی ہوتی ہے شہزادی اُس کے
روبرو ہو کر معافی چاہتی ہے

سیتا۔ ارے یہ کون ناچی یہ تو پھرتی کہاں۔ اور کسی خوبصورت عورت کو میٹھا میٹھا کر باتیں کر رہا ہے۔ بس یہیں کہیں چھپ کر موقع ڈھونڈتا ہوں۔

گھسیٹا۔ ہاں تو جناب ذرا خلاصہ کیجئے۔ دیکھئے میں اس گڑبڑ گھٹالے میں بہت ہی گھبرا گیا ہوں۔

مس روز۔ گھسیٹا۔ کس قدر دلربا لگتی ہے۔ ارے تو توت وہ مسٹر وڈ میری جیسی اطیس سے زیادہ ہیں۔ جو جھوٹ موٹ کی وہ نقلی اصلی مس روز نام سے اسی مسٹر جیمس وڈ سے کے ساتھ ناچی تھی؟

سیتا۔ ارر ر ر یہ کیا کہا۔

گھسیٹا۔ کیا کہا۔ جھوٹ موٹ نقلی مس روز ناچی تھی۔

مس روز۔ ہاں ہاں وہ ایک مسخری تھی مسخری۔

گھسیٹا۔ مسخری۔ یعنی چھوٹی سی داستان۔ یا بالکل سچی تھی

مس روز۔ ہاں میں اسی روز مس اینی میری نام سے سٹیج کے ساتھ ناچی تھی۔

سیتا۔ ارے یہ کیا اک تماشا ہوئی۔

گھسیٹا۔ اچھا اچھا اس احمق سیتا کو اس دن خوب بنایا۔

سیتا۔ میں احمق تیرا باپ ہوگا۔

مس روز۔ اور نقلی مس روز کے ساتھ جھوٹ موٹ ناچ ہی نچایا۔

سیتا۔ او خدایا یہ پروگرام سنا یار۔

گھسیٹا۔ ٹھیک ٹھیک اب میری سمجھ میں آیا۔ تب ادھر ہی تھی مس روز ہو یار۔

مس روز۔ ہاں ہاں میں ہی تھی۔

سیتا۔ ہائے ظالم جب تو میری ساری محنت برباد ہوئی سو وہ اصل میں تو وہ یہ نکلی۔

گھسیٹا۔ واہ جی تو بارہ ہیں پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں۔ اچھا تو

بیگم بس اب کوئی دھوکے کی بات نہ کرنا جب تو وہ ممتا میں ہو تین تین ہزار روپیہ ماہوار لی۔
مس روز۔ ہاں ہاں وہ تین ہزار روپیہ ماہوار والی بیوہ میں ہی ہوں۔ مرے سب غرض نوجوان۔
مستانہ۔ ابی سب غرض نوجوان یا مجسم شیطان۔
گھسیٹا۔ سب تو اے عورتوں کے سرتاج۔ مالداروں کے سرتاج میں نے اپنی عمر میں صرف تم ہی کو اپنا دل دیا ہے بیر سعد جان و دل سے آپ پر قربان ہو گیا ہے اوبائی تو بہ تو بہ اپنی دولن کے واسطے تجھ سے شادی کرادے

گانا

مس روز۔ مرے کوسے کی حسرت ساری کیسی دکھلا دو کہیں جو ادو موا سوکا بیکاری ہے مجھ پر بال۔
گھسیٹا۔ جوبن رسیلے نہ باتیں نہ تری فرقت میں دلبر نہ پاؤں قرار۔
مس روز۔ واہ واہ واہ
گھسیٹا۔ میری قسم جاؤ جی جاؤ۔
مس روز۔ نہ منہ کو دکھاؤ۔
گھسیٹا۔ اے جنیاں نہ مجھ کو کر دے قرار موت کو سے کی۔

نثر

مس روز۔ اپنے کیا ہوا سودائی۔
گھسیٹا۔ گھبراؤ نہیں تمہارے لئے میرے پاس ایک سفارش نامہ ہے ترکی میں وہ ڈاک سے آیا ہوا خط اور سفارشی نامہ دونوں ایک جگہ ہو گئے ہیں لیجئے! اور اس کو پڑھئے کہ میں کیسا خاندانی آدمی ہوں
مستانہ۔ سنا سنا اس کو سرکار۔
مس روز۔ ہیں یہ کون دوسرا مکار۔

حال میں مقدمہ چلانا چاہئے۔
گھسیٹا۔ ضرور چلانا چاہیئے۔ بلکہ لنڈن تک جانا چاہیئے۔ کمبخت پہلے تو بڑا نکلا اچھے بھلے مانسوں کو ستایا ہی بناتا۔ اور جب روپیہ دینے کا وقت آیا تو جھٹ پٹ خاوند والی بنجاتا۔ ڈیم لیو ڈرامیٹ
مسیتا۔ چلو بھائی اب ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلیں۔ اور تو کب لگانا جہاں ادھر کے سُتے نہ ادھر کے رہے۔
گھسیٹا۔ ہائے ہائے نہ وہ کھالی ملی نہ وہ کھال ملا۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
مسیتا۔ نہ وہ حسن ملا نہ جمال ملا۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
گھسیٹا۔ نہ وہ مودہ ملی نہ وہ مال ملا۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

باب دوسرا پردہ ساتواں مذہبی عدالت

پروہت۔ راحیل تو ہوش میں ہے۔
راحیل۔ ہاں۔
پروہت۔ تجھ پر کوئی دباؤ تو نہیں ڈالا گیا۔
راحیل۔ نہیں۔
پروہت۔ تو بھلا تو اپنے پچھلے بیان واپس لیتی ہے؟
راحیل۔ ہاں۔
عذرا۔ راحیل راحیل کیوں محبت میں اندھی ہو گئی ہے۔
راحیل۔ اس لئے کہ اس کے اور کچھ نہیں نظر آتا۔
عذرا۔ کیوں اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہی ہے۔
راحیل۔ اس لیے کہ میں جاؤنگی اور ہوناؤ کے ظلم سے نجات پاؤنگی۔
عذرا۔ عدالت اس کی بات کا یقین نہ کرے اس پر ضرور کسی نے جادو کر دیا ہے۔

پروٹس ۔ اس لئے کہ یہ بھی تمہارا معاون اور مددگار ہے ۔
راجیل ۔ نہیں نہیں یہ نا انصافی ہے ۔ ظلم ہے ۔ مجھے مار دو ۔ یہ باد کر دو
مگر میرے بوڑھے باپ کو آزاد کر دو ۔
پروٹس ۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اجلاس برخاست ۔
مارکس ۔ بزرگ باپ ۔ اس وفادار لڑکی نے چونکہ میرے ساتھ نہایت
شریفانہ سلوک کیا ہے ۔ اس لئے اگر آپ اپنے ولی عہد اور
ہونے والے شہریار کو ہمیشہ کے لئے حلقہ بگوش بنانا
چاہتے ہیں ۔ تو اس کی رہائی کی تدبیر فرمائیے
پروٹس ۔ شہزادے میرے دل میں خود نامعلوم جذبات
کا تلاطم ہے ۔ میں خود اس لڑکی پر رحم کرنا چاہتا
ہوں مگر افسوس کہ قانون کا شکنجہ اسے نہیں چھوڑ
سکتا
مارکس ۔ کچھ بھی تدبیر فرمائیے ۔ مگر اس کی جان بچائیے ۔
پروٹس ۔ اچھا آپ جائیے ۔ مجھ سے جو ممکن ہوگا ۔ وہ کروں گا ۔ راجیل
اگر تمہارا باپ تمہاری جان بچانے کے لئے تم سے کوئی درخواست
کرے تو تم منظور کرو گی ۔
راجیل ۔ دل و جان سے ۔
پروٹس ۔ عارم اپنی لڑکی کو موت کے پنجے سے بچانا
چاہتے ہو ۔
راجیل ۔ دل و جان سے ۔
پروٹس ۔ تو اسے اجازت دو کہ یہ اپنا مذہب چھوڑ کر ہمارے مذہب
میں شامل ہو جائے اور اس کے ساتھ تم بھی ہمارے دین میں
داخل ہو ۔

عذرا۔ کیا دو روزہ زندگی کے لئے تبدیل مذہب کر دوں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، مرنا منظور ہے۔ مگر یہ دلفگار عذرا تبدیل مذہب آبائی سے مجبور ہے ؎

کب نبھاتی ہے یہ دنیا کسی انسان کے ساتھ
قسمت اُس شخص کی اُٹھ جائے جو ایمان کے ساتھ

بروٹس۔ تو کیا میرا کہنا منظور نہیں۔

عذرا۔ ہرگز نہیں۔ اپنی بچی کے بچانے کو اور سب کچھ کرنے کو تیار ہوں مگر اپنا پیارا مذہب چھوڑنے سے ناچار ہوں۔

بروٹس۔ بدبخت یہودی میری صلاح تمہاری لقا سے عبارت اور روح کی نجات کے لئے۔

عذرا۔ آدمی کی نجات کا سچا رہنما۔ اُس کا دینی طریقہ اور آبائی عقیدہ ہے ؎

ہر طرف سے راستہ ہے خانۂ اللہ کا
دیر کعبہ یا کلیسا پھیر ہے اک راہ کا

بروٹس۔ کم سمجھ ؎

اپنی گر جان ہے تو سب کچھ ہے

عذرا ؎ اپنا ایمان ہے تو سب کچھ ہے

بروٹس ؎ اپنا مکان ہے تو سب کچھ ہے

عذرا ؎ اپنا یزداں ہے تو سب کچھ ہے

بروٹس۔ عذرا عذرا۔ یہ میری مہربانی ہے کہ میں اس وقت تمہاری جان بچانے کو تیار ہوں۔ ورنہ تو جانتا ہے کہ میں یہودیوں کی صورت تک سے بیزار ہوں۔

قدرت نے تمہارا غرور توڑ دیا ہے۔ تمہارا گھر بار سب کچھ تم سے چھین کر تمہیں اس دنیا میں تنہا چھوڑ اور دکھ سہنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

پرکش۔ میری پچھلی زندگی کے واقعات تو کیسے جانتا ہے۔

عذرا۔ جید رور من۔ عذرا آج سے نہیں۔ تجھے سولہ برس سے پہچانتی ہے۔ تمہیں یاد ہے جس نے ہزاروں بے گناہوں کو سیدا امرت سر والوں کو قتل کرایا۔ تمہیں تو ہے جس نے لاکھوں بچوں کو یتیم اور لاکھوں عورتوں کو بیوہ بنایا ہے

خدا ہے ظلم آشکارا تمہارا
ہمیں یاد ہے زور سارا تمہارا
کھلے گی حقیقت تمہاری ہماری
جب انصاف ہوگا ہمارا تمہارا

پرکش۔ میں نے تیری قوم کے ساتھ جو سلوک کیا۔ وہ اس کی مستحق تھی۔ مگر اب میری مہربانی دیکھ کہ تجھے سزا سے محروم پاتا ہوں۔ مگر پھر بھی تیری جان بچاتا ہوں۔

عذرا۔ مجھے اب جان کی کچھ پروا نہیں ہے۔ البتہ یہ آرزو ہے کہ مرنے سے پہلے ایک ایسے شخص قاتل روشن کا سارا کس بل نکال دونگا۔ اور اگر سر پتھر جیسے کلیجے میں چٹکیاں لے کر چبا نہ ڈالوں۔

پردہ

میں ہنستا اور کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہوا تو ہو
میری آنکھوں میں نفرت اور تیری آنکھوں میں آنسو ہو

پرولش۔ میں تجھے بہت سخت بیوقوف پاتا ہوں۔

عذرا۔ میں تجھے آج سے سولہ برس پہلے کا واقعہ یاد دلاتا ہوں۔ جب شاہ نیرو کے حکم سے تمام روما میں ہر طرف آگ بھڑکی تھی۔ اس وقت تیرے گھر میں ایک خوبصورت بیوی اور بیوی کی گود میں ایک چھ مہینے کی خوبصورت لڑکی تھی۔

پرولش۔ ان باتوں کے یاد دلانے سے تیری کیا مراد ہے

عذرا۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان دونوں کے آگ میں جل جانے کا واقعہ تو بہت یاد ہے۔

پرولش۔ ہاں میں اس منحوس دن کو جب موت نے میری بیوی اور بچی کو مجھ سے چھین لیا۔ کبھی نہیں بھول سکتا ہے

ابھی تک غم سے کڑھتا ہے ابھی تک یاد آتا ہے
میرا ٹوٹا ہوا دل آج تک فریاد کرتا ہے

عذرا۔ تمہاری بیوی ضرور اس آگ میں جل کر مر گئی۔ مگر بچی۔

پرولش۔ کیا وہ زندہ رہی۔

عذرا۔ ہاں۔

پرولش۔ اور اب زندہ ہے۔

عذرا۔ ہاں

پرولش۔ اسے کس نے بچایا۔

عذرا۔ اک یہودی نے

پرولش۔ کس طرح آگ سے نکالا۔

عذرا۔ [illegible]

پروٹس۔ وہ کون ہے؟
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔
پروٹس۔ اُس کا نام۔
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔
پروٹس۔ اُس کا ٹھکانا۔
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔
پروٹس۔ اُس سے ملنے کا طریقہ۔
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔
پروٹس۔ تب عذرا تمہیں سنانا ہوگا۔
عذرا۔ اگر نہیں یہ مرا راز ہے۔ جو میری زندگی کا دستار ہے۔
پروٹس۔ نہیں عذرا مجھ پر رحم کر۔
عذرا۔ رحم رحم آج پہلا روز ہے کہ رحم کا لفظ تمہاری زبان پر آیا۔
اب تمہیں معلوم ہوا ہوگا کہ رحم کی ضرورت مظلوم یہودیوں ہی کو نہیں ظالم رومنوں کو بھی ہوا کرتی ہے۔ ایک کنگال مفلس یہودی کے پاس رحم کہاں سے آیا۔ جاؤ اپنے قانون سے مانگو اپنے دیوتاؤں سے طلب کرو۔ اپنی قوم کے آگے گڑگڑاؤ۔

کیا کیا ہے عمر میں جو رحم کی سوغات آئے
بیج ہی بویا نہیں تو پھل کہاں سے ہاتھ آئے

پروٹس۔ سنو عذرا سنو۔ میں اپنے پچھلے قصوروں کی تم سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ سر جو مذہبی پیشوا کا تاج پہننے کے بعد اس ملک کے بادشاہ کے سامنے بھی نہیں جھکا وہ تمہارے سامنے جھکاتا ہوں۔
عذرا۔ کیوں کیسا جھٹکا لگا۔ جب اپنے سر مصیبت آئی۔ تو کیسی جلدی

گردن جھکائی جب تم نے نزس کھانے سے انکار کیا تھا۔ اب
میں بھی رحم کرنے سے انکار کرتا ہوں ؎
یہ وہ نشتر ہے جب آیا تیرا دل چھید جائیگا

پروٹس۔ تو انکار؟
عذرا۔ ہزار بار۔
پروٹس۔ نہیں بتائیگا۔
عذرا۔ نہیں۔
پروٹس۔ نہیں جواب دیگا۔
عذرا۔ نہیں۔
پروٹس۔ رحم نہیں کریگا۔
عذرا۔ نہیں نہیں نہیں۔
پروٹس۔ اچھا نہیں تو نہ سہی۔ اب میں زبردستی تیرے سینے سے
یہ راز اگلواؤنگا۔ تیری ایک ایک بوٹی کا قیمہ کرکے کتوں کو کھلاؤنگا
جاؤ لے جاؤ ؎

جلادو پھونک دو جھگڑا ابھی پاک کرڈالو
شجر کے ساتھ ثمر کو بھی خاک کرڈالو
رکھو اسے بھی وہیں جس جگہ یہ آپ رہے
اب اس میں یہ بچی رہے نہ باپ رہے

راحیل۔ معزز سردار۔
پروٹس۔ مردار۔
عذرا۔ جبردار۔ (ٹیبلو)

ڈراپ سین

عذرا جب اُس کی طرف دیکھتا ہے راحیل حیران کھڑی ہوتی ہے

مارکس ۔ اس وقت تجھ سے آنکھ چرا دوں تو حیف ہے
اب بھی نہ تجھ کو پوچھنے آؤں تو حیف ہے

راجیل ۔ شہزادی ہی سے اب عقد میری جان کرو تم
بے خوف و خطر عیش سے گذران کرو تم

مارکس ۔ اب پیار کسی سے میرا زنہار نہ ہوگا
جب تو ہی نہ ہوگی تو میرا پیار نہ ہوگا

راجیل ۔ تم میرے غم میں نہ دل اپنا دکھانا پیارے
میرے خون کے بدلے پہ آنسو نہ بہانا پیارے
تم کو تکلیف جو لے میرے دل آرا ہوگی
کنج مرقد میں میری روح کو ایذا ہوگی

مارکس ۔ پیاری راجیل کیا کروں باپ تمہارے لئے اپنا باپ نہیں چھوڑ سکتا

راجیل ۔ نہیں وہ زیادہ حق و وفا سے نہ پھر لیگا۔ پھر جانیگا دنیا سے جدا نہ کچھ لیگا ۔

مارکس ۔ مجھ کو کچھ ایسے وقت میں فرمان تو کرو
اظہار اپنے دل کا تم ارمان تو کرو

راجیل ۔ ارمان یہی ہے کہ یہ میرے باپ کا دیا ہوا حریر اپنے پاس رکھنا ہم دونوں باپ بیٹی کے لباس خریدنے سونگھ لینا اگر کوئی حکم قابل تعمیل پایا تو اُسے میری روح رواں کی خاطر بجا لانا ۔

مارکس ۔ منظور ہے جو کچھ خطا ہوئی ہے کہ اُسے معاف کر ۔

راجیل ۔ پیارے معاف کرنا میرا الوداع تم ۔

میری قسمت میں تجھ پیارے قضا کو سونپا
خامہ میری تیار ہے تجھ پیارے خدا کو سونپا

باب تیسرا پردہ دوسرا

(آنا گھسیٹا کا بہ تبدیل لباس)

گھسیٹا۔ تسلیم تسلیم کرتا ہوں۔ آداب بجا لاتا ہوں۔ یعنی وہ [illegible]
سب ختم ہوا اب ہم نے ایک اور ڈگری پڑھائی ہے یعنی اس
لائن کو چھوڑ کر [illegible] کی صحبت میں پڑ گئے ہیں (آنا سیتا کا)

سیتا۔ ہاں کون؟

گھسیٹا۔ [illegible] مگر تم کون ہو؟

سیتا۔ ہم [illegible] کا۔ اجی ہم شاعر ہیں شاعر۔

گھسیٹا۔ اچھا ہم شاعر بن گئے، تو ہم ماعر ہیں ماعر۔

سیتا۔ یہ ماعر کیا؟

گھسیٹا۔ اجی شاعر کیا؟

سیتا۔ احمق کہیں کا۔ ارے بیوقوف شاعر وہ جو شعر کہے۔

گھسیٹا۔ احمق کہیں کا۔ ارے الو ماعر وہ جو معر کہے۔

سیتا۔ بھلا معر کیا؟

گھسیٹا۔ اور شعر کیا؟

سیتا۔ دیکھو بھائی شعر ایسا ہوتا ہے

رفتار تو سر سبز [illegible] دری را۔

گھسیٹا۔ کیا کہا؟ کیا کہا؟

سیتا۔ رفتار تو سر سبز [illegible] دری را۔

گھسیٹا۔ تو [illegible] دری را

سیتا۔ [illegible]

عورت - کمبخت میرا خاوند مستیا مدت سے بیتا ہے اور سنا ہے کہ کسی لڈار بیوی کے فراق پھرتا ہے۔

گھسیٹا - بھئی واہ موقعہ ملا ہے۔ اب ذرا میں چھپ جاؤں۔

عورت - ہائے یہ بھی کیا زمانہ ہے کہ موئے نکھٹو پرائی عورتوں پہ مرتے ہیں۔ اور اپنے ننگ و ناموس کی خبر نہیں رکھتے۔

گھسیٹا - اجی بی صاحبہ سلام۔ کہنے لگے کورنش کا انتظام مجرئی بندہ غلام

عورت - ہیں تو کون او غلام۔

گھسیٹا - ارے میں غلام۔ نہ اب رہنیں فش۔ یہ اب حجۃ و عمامہ ایسا عظیم رہنا ایسا لمبا چوڑا موٹا مسٹنڈا۔ سوئی صاحب ہیں تو ایک پہ انا کریں یا منہ چڑھے ہنگام ہوں۔ تم مجھے دیکھ کر کیوں کڑکڑاتی ہو۔ ذرا پچھاڑ کر میری عقل میں آؤ

عورت - چل موئے بڈھے بکٹے پرائی عورت کو بدنظر تکتا۔

گھسیٹا - پرائی کس کی اجی یار کی عزت اپنی یار کے نیچے کیسے اپنے اور یار کی جورو اپنی جورو۔ بس اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔

عورت - ارے واہ رے خبطی۔ کہیں بھنگ تو نہیں پی گیا ہے۔ اچھا سیتا کو جانتا ہے

گھسیٹا - اجی جانتا کیسا۔ میرا اس کا تو مہینوں اشنہ رہا ہے۔

عورت - ہیں ہیں۔

گھسیٹا - ہیں ہیں کیا۔ ابھی ابھی وہ ایک پہ یا کو بیاہ لیگیا ہے۔

عورت - کیا کہا۔ کیا کہا؟

گھسیٹا - یہی کہ تم اس لئے ٹھیک ماری ہو۔

عورت - ہے ہے اس کا ستیاناس۔

گھسیٹا - اجی دیکھا نا کیسا ٹھیک جوتوں سے مار مار کے نپٹا اڑا دے۔

عورت - چلو تو آوے۔

گھسیٹا - آؤ تو ہاتھ ملاؤ ذرا اکیلا چلیا چاہتا ہے۔ اور سامنے سے سیتا کی بیوی

جمیل کی گردن میں ہاتھ ہے بس ہیں عذرا اور اجیل بڑے سامان خدا کی یاد میں مصروف ہیں جو الگ تھلگ
اُن کو تسلی ہوئی ایسے کہ لیے ذکر کو کرتا ہے شہزادہ اجیل سے معافی کی درخواست کرتا ہے
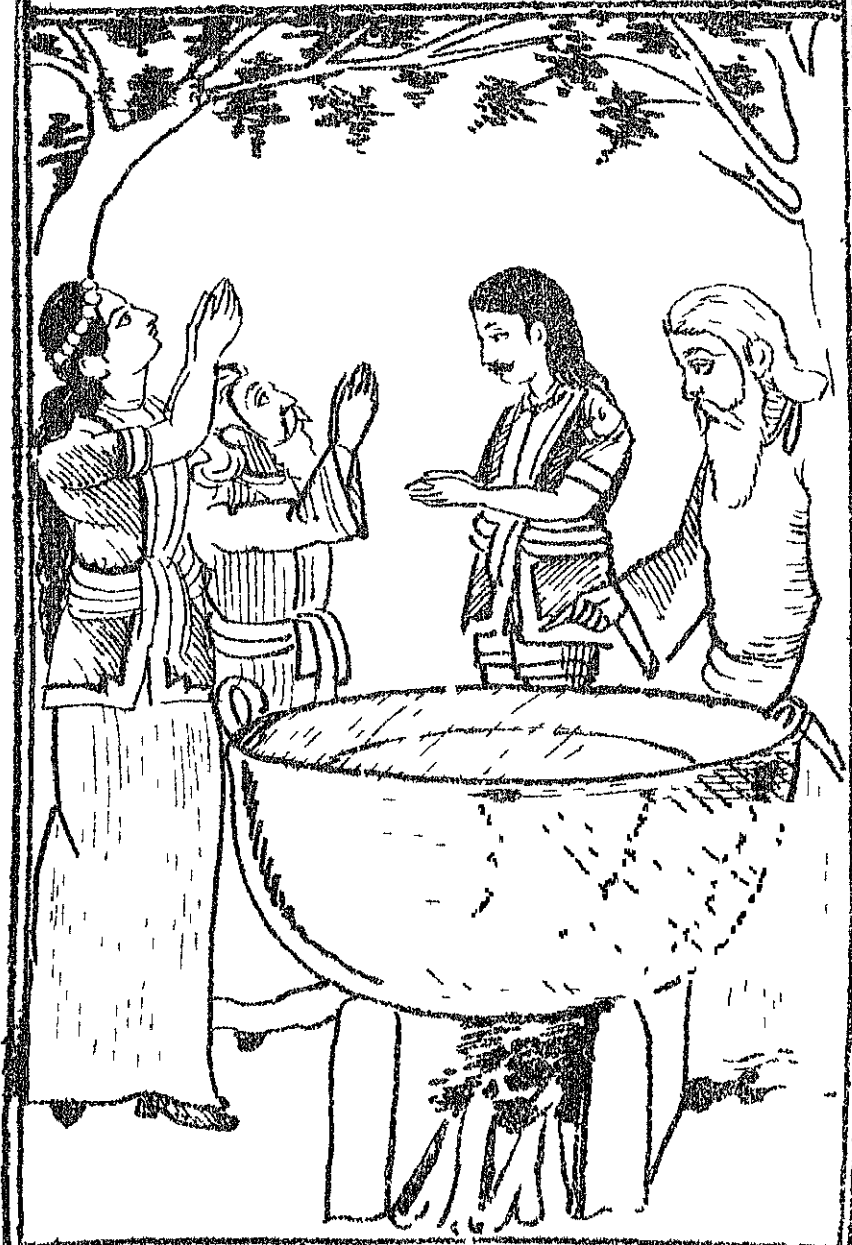
عذرا۔ آہ او ظالم رومو۔ متواتر دو صدی تک ستانے مٹانے اور برباد
کرنے کے بعد بھی تمہارا حیوانی حرص اور مذہبی تعصب ابھی
تک ٹھنڈا نہیں ہوا۔ او خدا او خدا۔ آخر کب تک یہ خونی کھیل
دوبارہ دیکھا جائیگا۔ کب تک میرا قہر و غضب جو انتقام کی تلوار
کے قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے ان کی گستاخی کو نفرت سے دیکھ رہا
ہے۔ جوش میں نہ آئیگا۔

میرے مولا کب تلک غصہ نہ ان پر آئیگا
ظالموں پر رحم آخر کب تلک فرمائیگا
کب تلک ہوتے رہینگے بیکسوں پر ظلم و جور
کب تلک یہ منظرِ خونی تو دیکھے جائیگا

روفس۔ بدبخت بڑھیا اپنا مذہب چھوڑ کر ہمارے مذہب
کے دائرے میں کیوں نہیں آتا۔ اپنے خدائے نادیدہ کو
چھوڑ کر کیوں نہیں ہمارے خداؤں کے سامنے سر
جھکاتا۔

درست پھر سے تیری سرنوشت ہو جائے
ابھی بدل کے یہ دوزخ بہشت ہو جائے

عذرا۔ ظالم رومن۔ زندگی فانی زندگی کا لالچ دکھا کر تو اس بڑھیا کو اپنے
آبائی عقیدے اور الٰہی دین سے نہیں جھکا سکتا۔ دنیا کی زندگی ایک خواب
ہے۔ اور خواب کے لیے میں اپنی آخرت کی مسرتوں کو خاک میں
نہیں ملا سکتا۔

موت کیا ہے زندگی کا لازمی انجام ہے
موت سے ڈرنا سراسر احمقوں کا کام ہے
غم تو جب تھا کہ ہمیں مرنا [illegible] خام ہے

بروٹس۔ کبھی نہیں، لیں یوں ہے اگر اس کی اور اپنی جان بچانا ہے
تو بتا کہ روما کی خوفناک اور سیاہ کن آگ سے میری بچی کو کس نے
نکالا۔ اور کس نے پالا۔

عذرا۔ اچھا بتاتا ہوں مگر ایک شرط ہے۔

بروٹس۔ بول وہ کیا ہے۔

عذرا۔ جب میں تمام راز ظاہر کر دوں۔ تو میرے ہاتھ کا اشارہ
پاتے ہی اس لڑکی کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا جائے۔ اور
میرے سینے میں بھی آبدار خنجر بھونک دیا جائے۔

بروٹس۔ منظور ہے۔

عذرا۔ اچھا تو سنو۔ روما کی آتش زدگی سے دو برس پہلے کا واقعہ
ہے کہ تم نے محض سلام نہ کرنے کے جرم میں میری بچی
کو اس کی ماں کی گود سے زبردستی چھین کر آگ کے
تنور میں ڈال دیا تھا۔ مگر آہ ظالم خونخوار دشمن اس وقت
جبکہ روما کے گلی کوچوں میں نیرو کی لگائی ہوئی آگ سے
زلزلہ انگیز تلاطم برپا تھا۔ میں نے ایک گھر کی چھت پر چڑھا
اور تمہاری بچی جو جھلسنے کی شدت سے تڑپ رہی تھی اپنی مردہ ماں کے سینے
پڑی ہوئی دھوئیں کی گرمی سے ہانپ رہی تھی۔ اٹھا لیا۔ اور اپنی
اولاد بنا کر راحیل کے نام سے پالا۔

بروٹس۔ تم نے آہ عذرا۔ میرے مہربان عذرا تم نے نکالا۔
تم نے پالا۔

عذرا۔ ہاں میں نے مظلوم اور کنگال یہودی نے جس کی معصوم اور
بے زبان بچی کو تو نے موت کے منہ میں جلایا۔ اسی نے تیری
اولاد کو خوفناک شعلوں کی لپٹ اور سیاہ کن آگ سے بچایا ہے